اِس تصنیف کو علم گستر قدر دان کمال و ہنر

عالیجناب نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات و سیاسیات

یم اے (آکسن)

کے اسم گرامی سے باجازت معنون کرنے کی

عزت حاصل کی جاتی ہے۔

مقدمہ

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن)
پروفیسر جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن)

مولوی محمد حبیب اللہ صاحب وفا حیدرآباد کے ایک صاحب علم و فضل اور شاعر خاندان کی یادگار ہیں۔ ان کے دادا حبیب اللہ ذکا بھی فارسی و اردو کے اچھے شاعر تھے ان کی فارسی شاعری اور انشاپردازی کا اقصائے ہندوستان میں چرچا تھا فارسی اور اردو کے بہت بڑے سخنور اور نکتہ سنج مرزا اسداللہ خان غالب جو اپنے معاصرین کے کلام کی نسبت رائے ظاہر کرنے میں نہایت محتاط تھے ذکا مرحوم کی تعریف میں غیر معمولی طور پر رطب اللسان ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے دکھنی دوست کے فارسی مجموعہ نثر "نظم خاش و خماش" کے متعلق اردو میں جو رائے لکھی ہے وہ اردو تنقید و تبصرہ نگاری کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے ایک ایسے زمانے میں جب کہ اردو زبان محض شعر و سخن اور داستان گوئی و افسانہ نگاری کے لئے وقف تھی اور اردو شعر و شاعری سے متعلق اگر کوئی بحث کرنی ہوتی تو فارسی ہی کو اظہار خیال کا ذریعہ بنایا جاتا تھا اردو میں اس خوبی سے بے لاگ تبصرہ لکھنا مرزا غالب ہی کا حق تھا اور اس امر کا ثبوت تھا کہ وہ حضرت ذکا کو کس پایہ کا سخن دان سمجھتے تھے مرزا غالب لکھتے ہیں۔

یہ کلام کسی پادشاہ کا نہیں کسی امیر کا نہیں کسی
شیخ شیاد کا نہیں یہ کلام میرے ایک دوست روحانی
کا ہے اور فقیر اپنے دوست کے کلام کو معرض اصلاح میں
بنظر دشمن دیکھتا ہی پس جب تملق نہیں مدارا نہیں تو جو مجکو نظر آیا
ہے بے حیف و میل کہو لگا نثر میں نعمتخان عالی کی طرز کا احیا
کیا ہی مگر پیرایہ کچھ اس سے بہتر دیا ہے قصاید میں انوری
کا چربہ اٹھایا ہے مگر طبیعت نے اچھا زور دکھایا ہی غزل میں
متاخرین کا انداز عاشقانہ سوز و گداز منشی حبیب اللہ ذکا سخنور
ہمہ دان یکتا لفظ طراز معنی آفرین آفرین صد آفرین صد ہزار آفرین"

ذکا کے بڑے بھائی رسا بھی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور ان کے فرزند محمد میاں
سہا سے بھی علمی دنیا بخوبی واقف ہے وہ فارسی اور عربی کے جید عالم اور دونوں زبانوں
کے پختہ مشق شاعر تھے انہوں نے چند عربی کتابوں کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا جن میں سے
"جواہر الکلامیۃ فی ایضاح عقائد الاسلامیۃ" اور ابن مسکویہ کی "کتاب الحکمۃ" کے ترجمے خاص
قابل ذکر ہیں۔

مولوی محمد حبیب اللہ صاحب وفا ۱۲۹۹ھ میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے اور یہاں
کی مشہور درسگاہ دارالعلوم میں منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات کی تکمیل کی اور بعد
میں زبان انگریزی اور طب میں بھی دسترس حاصل کی ان کے عنفوان شباب کے زمانے میں
حیدرآباد میں شعر و سخن کے معرکہ آرائیاں زوروں پر تھیں ان کو بھی اس کا ذوق ورثے میں
ملا تھا اور اُن سے یہ کیسے علحدہ رہ سکتے تھے چنانچہ یہ بھی شامل ہوگئے اور حیدرآباد کے
مشہور استاد فن ڈاکٹر احمد حسین مائل کی صف تلامذہ میں نمایاں جگہ حاصل کرلی انکے
انتقال کے بعد نواب حیدر یار جنگ بہادر نظم طباطبائی اور نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل کو
بھی اپنا کلام دکھایا چونکہ طبیعت میں روانی تھی اور شاعری سے فطری لگاؤ تھا بہت جلد
قابو حاصل کرلیا ان کو اصل میں اپنے مشہور و معروف دادا سے فارسی شعر و سخن ہی کا ذوق
ورثے میں ملا تھا۔ مگر زمانے کے رجحانات نے انہیں اردو کہنے پر مجبور کردیا اور اس میں
کوئی شک نہیں کہ وہ اردو کے ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔ جملہ اصناف سخن میں ان کا
معتدبہ کلام موجود ہے اور اکثر رسائل و اخبارات میں بھی شائع ہوتا رہا ہے! انہوں نے جنگ

بلقان کے زمانے میں ایک نظم "ترکی تلوار" لکھی تھی جو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے اسی طرح طغیانی رود موسیٰ کے متعلق ایک نظم "سیلاب موسیٰ" خاص و عام سے داد حاصل کر چکی ہے نظموں کے علاوہ ان کے سلاموں کا ایک مجموعہ "جام شہادت" بھی شائع ہو چکا ہے۔ نعتیہ کلام بھی مرتب ہے اور شاید عنقریب میں طبع ہو جائے ان کے علاوہ انکی متعدد موقتی اور دلچسپ نظموں کا ایک مجموعہ "شمیم وفا" چند ماہ پیشتر شائع ہوا تھا جس پر راقم الحروف نے مجلہ عثمانیہ جلد نہم شمارہ اول و دوم میں تنقید شائع کی تھی اور اسی سلسلہ میں لکھا تھا کہ کاش وفاؔ صاحب مستقل اور پائیدار موضوعوں پر بھی طویل نظمیں لکھیں۔ خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے اب ایک اہم کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور چاہتے ہیں کہ عہد آصفیہ کی دکن کی تاریخ سات جلدوں میں منظوم کر دیں۔

اس وقت انہوں نے اسی "آصف نامہ" کا آخری حصہ یعنے عہد حضرت سلطان العلوم کے تاریخی حالات مکمل کر لئے ہیں جو کئی امور کے لحاظ سے مستحق ستائش ہیں

وفاؔ صاحب نہایت پختہ مشق پُرگو اور قابل قدر شاعر ہیں وہ شہرت و قدر دانی سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا کلام ایسا نہیں کہ وہ زیادہ عرصے تک گوشہ گمنامی میں پڑے رہیں "آصف نامے" سے ان کی قوت سخن دانی اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے تاہم بر سبیل تذکرہ ان کے کلام سے دیگر اصناف سخن کے چند نمونے بھی یہاں پیش کئے جاتے ہیں جنکا مطالعہ ثابت کر دے گا کہ جناب وفاؔ

حیدرآباد کے عہد حاضر کے اچھے شاعروں میں شمار کئے جاسکتے ہیں ۔

اسرار عشق دل پہ ابھی تک کھلے نہیں — پیمانہ بے خبر ہی رہا مے کے راز سے
پردوں میں لاکھ راز حقیقت چھپا رہے — پردہ کہاں ہے پردۂ چشم مجاز سے
دل میں نہیں حرم میں نہیں دیر میں نہیں — کب تک چھپیں گے عاشق نظارہ باز سے
دل پھانستے ہیں شیخ بھی معشوق کی طرح — ریش دراز کم نہیں زلف دراز سے

نہ مشت پر رہے باقی نہ استخواں صیاد — مٹا دے صفحۂ ہستی ہی سے نشان صیاد
لگا دے شوق گرفتاری تہِ پرواز — اڑا دے مجھکو وہاں پر رہے جہاں صیاد

بادل کے کالے کالے جو ٹکڑے فلک پہ ہیں — خاکے ہیں جابجا میرے مشت غبار کے
بے وقت کا تھا ابر کہ ایا برس گیا — کیا حوصلے ہیں گریہ بے اختیار کے
کیا پوچھتے ہو مشق تصور کی انتہا — تصویر ہم نے رکھ لی ہے دل میں اتار کے
ساری خدائی قبضہ میں آئے خدا ملے — ہمت سے سب ہے بیٹھے ہمت نہ ہار کے
مجبور ہے وفا تمھیں دل دیکے ہار کے — دل اختیار میں ہے نہ تم اختیار کے

مجھے صدائے کن سے بھی پیشتر میری ہستی پردۂ راز میں — ہے کمال قدرت سرمدی میرے نقش جلوہ طراز میں
تری بے نیازی عفو پر مجھے ناز ہے مجھے ناز ہے — کہ میری خطا بھی خطا نہیں تری چشم بندہ نواز میں
میرا سینہ آتش شوق سے ہے تجلی گاہ کلیم عشق — ہیں شرارے شعلہ طور کے مری آہ سینہ گداز میں

ایک قصیدے کی تشبیب کے چند شعر۔

کھلی ہے تیغ زباں شعر و سخن کے کھل پڑے جوہر — برستے ہیں قلم سے ابر نیساں کی طرح گوہر

زمین شعر پر ایک آسماں پیدا کیا میں نے
جگہ دی ہے سخن کو کرسی عرش معلی پر

میں گلشن ہوں ہزاروں پھول ہیں میرے گریباں میں
سمندر ہوں بھرے ہیں میرے دامن میں کئی گوہر

کھلے حسن سخن اس پر جو اس فن میں یگانہ ہو
کہ زر زرگر شناسد می شناسد جوہری جوہر

خدا کی دی ہوئی صنعت میری اعجاز بیانی ہے
یہ ہے برہان عینی صانع مطلق کی قدرت پر

الا یا ایہا الساقی لگا دے منہ سے اک ساغر
خودی مٹ جائے رنگ بے خودی ہو مجھ میں سرتاسر

لگی دلکی بجھا پیہم پلا جام مئے احمر
مزا جب ہے جگر کی چوٹ سینکیں آتش تر پر

صدائے قلقل مینا بگل ہے میری آمد کا
بنے فرش قدم تار نگاہ دیدہ ساغر

خرام حور جنت رقص مستانہ ہے ساغر کا
وفور نشۂ بادہ ہے موج چشمہ کوثر

بجا ہے قول رندوں کا کہ یہ جنت میں اڑتی ہے
بط مئے میں لگے ہیں حضرت روح الامیں کے پر

ایک نظم کے چند شعر جو موجودہ طرز تعلیم کے متعلق لکھے گئے ہیں۔

ماہران فن تعلیمی بڑی مشکل میں ہیں
لا نہیں سکتے زباں پر راز جو کچھ دل میں ہیں

گریۂ خون تمنا سوز درد مدعا
روتے جلتے شمع کے مانند اس محفل میں ہیں

کوششوں پر گر رہی ہے ہائے برق انقلاب
اس سے کیا حاصل کہ ہم بھی کشت بے حاصل میں ہیں

پار دریا کیا کرے گا اب امیدو نگا جہاز
ہم غبار آسا سراسر دامن ساحل میں ہیں

گوشۂ مغرب میں لیلی علم کی ہے جلوہ گر
سوئے مشرق ہم تلاش پردہ محمل میں ہیں

پائے رفتن تھک گئے منزل ہی کوسوں ہے پتا
ٹھوکریں کھاتے ہوئے اب تک رہ منزل میں ہیں

حالیہ تعلیم سے تبدیل فطرت ہو گئی
وہ کہاں جذبات قدرت جو دل جاہل میں ہیں

پھنس گئے ہیں مغربی تعلیم کی تقلید میں — ڈوب مرنے کے لیئے ہم اس چہ بابل میں ہیں

کوئی بھی تعلیم اصلی کے مدارج میں نہیں — سینکڑوں بی اے ہیں اور سوی فاضل ہیں

پڑھنے والوں کی شکایت نوکری ملتی نہیں — زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں کس مشکل میں ہیں

پیٹ بھرنے کا سبق ہمکو پڑھایا ہی نہیں — یوں تو دل خوش کن فسانے سینکڑوں ناول میں ہیں

جانتے سب کچھ ہیں لیکن ایک بھی کامل نہیں — بھیک کے سو ٹکڑے جیسے کاسہ سائل میں ہیں

اشتیاق علم کے پردے میں یورپ کا سفر — درحقیقت عشق بازی کی امنگیں دل میں ہیں

علم گو منع لب کن عشق گو ید نعرہ زن

جانے والے ملک یورپ کے بڑی مشکل میں ہیں

سید محی الدین قادری زور

لم ہے مدِ بسم اللہ سراسر — لوائے احمد ہے اللہ اکبر

دا کی ذات یکتا شان یکتا — ہے بے چون و چرا بے مثل و ہمتا

ہ حاکم سب کا دنیا اس کی محکوم — فسبحان الذی حیٌ و قیوم

قدرت میں اس کے کل جہان ہے — زمین اس کی ہے اس کا آسمان ہے

شمے اس کی قدرت کے عیاں ہیں — رواں دریا شگفتہ گلستاں ہیں

ہ ذرے کو بنا دے مہر تاباں — وہ قطرے کو بنا دے بحر عماں

ہاں قدرت کا ہو اس کے اشارا — ہو جگنو جگمگاتا سا ستارا

شے اس کی قدرت کے نرالے — بنائے وہ بگاڑے وہ سنوارے

ے تاج بادشاہی ایک کے سر — کوئی کاسہ لئے پھرتا ہے در در

کوئی گل طرہ ناز حسیناں　　کوئی پامال خاک دشت ویراں
وہ مٹی کو بنادے نور روشن　　کرے پتھر کو رشک برق ایمن
شہنشاہوں کا شاہنشاہ اعلیٰ　　تعز من تشاء حکم اس کا
علی الاطلاق حاکم کبریا ہے　　اسی کی ذات کو لازم بقا ہے
ہی مضمون آفرینی فضل یزداں　　ہر اک شاعر بھی ہے تلمیذ رحماں
معانی کا خزانہ عرش برتر　　کہ قابض جس پہ ہے فکر سخنور
جو مضموں غیب سے ہوتا ہے نازل　　حقیقت میں وہ ہے اک وحی منزل
ہی بیت اللہ بیت مثنوی بھی　　ہوئی محو طواف اب فکر معنی
فلک کاغذ سیاہی آب دریا　　قلم اشجار بن جائیں سراپا
نہ ہو شمہ ادا حمد خدا کا　　یہاں ہے ناطقہ بند انبیا کا

جبیں رگڑیں اسی کے آستاں پہ
ہو دل میں دھیان نام اس کا زباں پہ

نعت

بیاں ہو اے قلم نعت محمدؐ
خوشا عرش معلیٰ جس کی مسند

صریر کلک معنی آفریں سے
بپا ہیں غلغلے صل علیٰ کے

وہ اقلیم رسالت کا شہنشہ
ہے جاری جس کا الا اللہ سکہ

حقیقت کھولدی راز نہاں کی
دکھا دی بادشاہی دوجہاں کی

شہ کون و مکان ہے فخر آدم
خدائی کا وہی ہے صدر اعظم

بنے انسان انسان ان کے دم سے
ملا ہے نور ایماں ان کے دم سے

تمدن کا سبق ہمکو سکھایا
معیشت کا بھی گر ہم کو بتایا

کل اقوام جہاں کی گردنوں پر
گران باران کے احساں ہیں سراسر

بدن میں خلعت شاہی نہیں تھا
مگن کملی میں اپنی شاہ دیں تھا

ہوس دنیا کی نعمت کی نہیں تھی
غذا اس شاہ کی نان جویں تھی

محمدؐ ہی کی خاطر کل جہاں ہے
خدائی ہے زمیں ہے آسماں ہے

بیاں کس منہ سے نعت مصطفےٰ ہو
ثنا خوان حبیب محمدؐ کا خدا ہو

پڑھیں صل علیٰ روح محمدؐ
محمدؐ اس سے خوش خوش اس سے ایزد

منقبت پنجتن پاک

حروفِ پنجگانہ مثنوی کے — منور نور وصفِ پنجتن سے
محمدؐ اور علی حسنین زہرا — قیام ان سے ہوا ارکانِ دین کا
مطہر ذات ان کی شان کامل — ہوئی ہے آیتِ تطہیر نازل
دو عالم میں مسلّم ان کی توقیر — کلامِ حق تعالیٰ کی یہ تفسیر
ہے ذکرِ پنجتن اللہ اکبر — نمازِ پنجگانہ میں سراسر

منقبت صحابہ

رفیقِ مصطفےٰ صدیقِ اکبر — خلیفہ سب سے پہلا زیبِ منبر
عمر فاروق جس سے شانِ اسلام — مٹا ہے جس سے شرک و کفر کا نام
زہے عثمان خلیفہ مصطفا کے — ہیں مظہر نورِ ایماں و حیا کے
علی شیرِ خدا ساقیِ کوثر — علی زوجِ بتول بنتِ سرور

۵

فخر و تعلّی

تعالی اللہ فیاض ازل نے ۔۔۔ مجھے پیدا کیا روح سخن سے
مرے قالب کی ہے ترکیب ایسی ۔۔۔ ہوئی ہے نظم کی ترتیب جیسی
میں ہوں پروردۂ آغوش معنی ۔۔۔ ازل سے ہوں سوار دوش معنی
ہے بیت نظم اقامت گہ سراسر ۔۔۔ ہمیشہ فکر کا زانو ہے بستر
تھی طفلی میں بھی ذہن شعر و سخن کی ۔۔۔ تھی جست و خیز میدان خیالی
جوانی عالم معنی میں گزری ۔۔۔ قیامت خیز مستانہ گھڑی تھی
سخن کی فکر اور پیری کا عالم ۔۔۔ جوانی کا ابھی باقی ہے دم خم
مری گھٹی میں ہے صہبائے معنی ۔۔۔ مری آنکھوں میں ہے لیلائے معنی
مزے ہیں بادہ کیف سخن کے ۔۔۔ نظارے حسن معنی کی پھبن کے
طبیعت کا سمندر اک بلا ہے ۔۔۔ روان بحر سخن سے بھی سوا ہے
حروف و لفظ سنجیدہ ہیں یکسر ۔۔۔ ہے میزان سخن میزان محشر
فصاحت معترف میری زباں کی ۔۔۔ بلاغت داد دیتی ہے بیاں کی
محاسن معنوی لفظی سخن ہیں ۔۔۔ ہزاروں رنگ کے گل اس چمن میں
ہر اک صنف سخن جاگیر میری ۔۔۔ قصیدہ بھی غزل بھی مثنوی بھی

سخن کی ورثتاً آئی ہے دولت | مجھے حضرت ذکا سے خاص نسبت
خدا بخشے وہ میرے جد اعلیٰ | دکن میں ہند میں تھا جن کا چرچا
اسی سرکار سے پائی تھی عزت | اسی دربار کی حاصل تھی خدمت
تھے ممدوح ان کے سر سالار مغفور | تقرب یافتہ تھے ان کے مشہور

سبب اشاعت آصف نامہ

طلوع صبح کا باعث ہے خورشید | ہے ابر تر سے سرسبزی کی امید
وجود قطرہ دریائے رواں سے | ہے ذرہ آفتاب ضو فشاں سے
جہاں میں سکہ زر کا چلن ہے | یہی گویا کلید علم و فن ہے
تہی دستی تباہی کا سبب ہے | یہی سد ترقی روز و شب ہے
وہاں انشا ادب بیکار ٹھیرے | جہاں اہل سخن نادار ٹھیرے
ہنر کا گر اجالا ہے تو زر سے | سخن کا بول بالا ہے تو زر سے
کروں کیا شکر ادا فضل خدا کا | ہوا ہے غیب سے سامان پیدا
زہے اقبال دور شاہ عثماں | کہ ہر افسر سے جس کا بحر فیضاں
خوشا محمود ذیشان علم گستر | سپہر فضل تعلقدار بیدر

ہے فطرت میں ہنر کی قدردانی ملا بیدر کو ہے محمود ثانی
اس آصف نامے کی طبع و اشاعت خوشا ان کے کرم کی ہے بدولت
چلے باد کرم گستر کے جھونکے دم عیسیٰ کے ہیں جس میں کرشمے
یہ آصف نامہ عالم میں بصد شان اڑا ہمرنگ اورنگ سلیمان
وہ شاہ غزنوی محمود نامی سلاطین میں جو تھا برتر گرامی
وہ فردوسی جو اک شیریں زباں تھا اسی کے دور کا جادو بیاں تھا
بدورش محنت او رائگاں شد بہار نظم فردوسی خزاں شد
خوشا اس دور عثمانی کا محمود ہنر کی قدر جس کا اصل مقصود
ہے دل میں ان کے مالک کی محبت چھپانے سے نہیں چھپتی عقیدت
دل و جاں اپنے یہ کرتے ہیں قرباں ہو جس میں ذکر خیر شاہ عثماں
بہی خواہی مالک رنگ لائی اشاعت کی سبیل آخر نکالی
کرم میں ان کے ہے خوبو وفا کی ٹھکانے لگ گئی محنت وفا کی
تعالی اللہ یہ ہے اک فال محمود جو ہے بخت رسا کی عید مسعود

در شہ پر مرا بخت رسا ہو
یہ آصف نامہ نذرانہ مرا ہو

آصف نامہ

خوشا قسمت مرا مولد دکن ہے — کہ شہ جس کا شہنشاہ سخن ہے

دکھا جوش نمکخواری امنگیں — شراب عشرت افزا کی ترنگیں

عقیدت موجزن دل میں سراسر — وفا ہوں میں وفا ہے میرا جوہر

الٰہی مجھ سے ہو وہ کام انجام — کہ روشن جس سے دنیا میں رہے نام

الٰہی اس میں اک روح بقا ہو — اک عالم کا چراغ رہنما ہو

ہو آصف نامہ منظوم آرزو ہے — اسی مقصد کی مجھ کو جستجو ہے

ہوں زریں کارنامے ایسے روشن — ہو تاریخ دکن بر وجہ احسن

ہوں سلک نظم میں کار نمایاں — اک عالم پہ ہوں روشن آئینہ ساں

دکھا دے اے قلم زور طبیعت — مٹا دے نظم فردوسی کی شہرت

وہ شہنامہ یہ آصف نامہ دونوں — شکوہ نظم میں ہم پایہ دونوں

وہ ایراں کے لئے ہے وجہ اعزاز — یہ ہندستاں کا ہے سرمایۂ ناز

ہے پہلی جلد سے تا جلد ہفتم — دکن کا ایک تاریخی ہے قلزم

ترقیات دور شاہ عثماں — مثال آفتاب اس میں درخشاں

تقدم جلد ہشتم کو ہے زیبا — ہے اس تصنیف کا یہ اصل منشا

مبارک ہو مبارک دور آیا — ثمر ور ہو گیا نخلِ تمنا

بہار جشن سیمیں ہے گل افشاں — زہے اقبال عثماں ہے درخشاں

یہ موقع ہے کہ دورِ حاضرہ کے — ہوں موزوں آج زریں کارنامے

سریر آرائی شاہ دکن کا — خوشا پچیسواں ہے سال زیبا

او ساقی موجزن ہو بحرِ فیضاں — بہم ہوں میکشی کے ساز و ساماں

سبو خم قدح مینا شیشہ بوتل — ہوں شامل ان میں جام چرخِ اکحل

مئے رنگیں سے ساتوں ظرف بھر دے — قسم کوثر کی مجھ کو مست کر دے

ہو مدح آصف ہفتم رقم آج — چلے ہم رنگ پیمانہ قلم آج

شہنشاہ سخن شاہ دکن ہے — خوشا زیر نگیں ملک سخن ہے

زہے اقبال شاہنشاہ معنی — کہ میں ہوں حکمراں ملک سخن کا

مری تیغ زباں کے ہیں وہ جوہر — کہ اقلیم معانی ہے مسخر

وہ انداز بیاں طبع رسا کا — زمانہ ہو گیا قائل وفا کا

ہے آصف نامہ نقش کلک تاباں — سراسر رشک اورنگ سلیماں

مجھے اس کام کا موزوں بنایا — تکمل مجھ سے ہے قدرت کا منشا

دکن پر جلوہ اردو ہے تاباں — نہ لیں اب لن ترانی کی زباں داں

بھلے گر جوہر طبع خداداد — سخن کی ایک عالم سے ملے داد

تعلی شاعرانہ گو روا ہے — یہ ہے اک ناز بیجا اور کیا ہے

مرا رنگ تعلی وہ نہیں ہے — حقیقت اس میں مضمر بالیقیں ہے

زہے اقبال دورِ شاہ عثماں — ہے ہر ذرے کو فخر مہر تاباں

میں اس تصنیف بر تر پہ ہوں نازاں — تعلی ہے بجا اور فخر شایاں

بڑی فیاض ہے سرکار عالی — نہیں جاتا کوئی اس در سے خالی

زہے دربار عثمانی کا اجلال — کہ جس کا چوبدار ادنیٰ سا اقبال

تو لے جذب عقیدت رہبری کر — تو لے بخت رسا ہو آج یاور

چلوں سر سے سوئے دربار عثماں — ادب کا بھی تقاضا ہے یہ ہر آن

اک عالم کا ہے سر اس آستاں پر — تصدق جائیں اس جاں جہاں پر

مری کیا ہستی مری حیثیت کیا — بضاعت کیا ہے میری مقدرت کیا

کسی قابل نہیں ہوں نذر کیا دوں — میں اس شرمندگی سے سرنگوں ہوں

یہ آصف نامہ تاریخ دکن ہے — یہی نذرِ شہنشاہِ سخن ہے

یہ ہے اک دورِ عثماں کا مرقع — ترقیات نو سے ہے مرصع

ہے تعلیمی ترقی اس سے روشن — اساس جامعہ ہے جلوہ افگن

عدالت کی عظیم الشان اسکیم — خوشا باب حکومت کی ہے تنظیم

طبابت فوج صنعت آبپاشی — غرض ہر محکمے کی ہے ترقی

ہے ذکر قرۃ العینین عثماں — بہار عقد ہے ان کی گل افشاں

یہ ہے فہرست اس کی مختصر سی — وقائع اور ہیں ان کے سوا بھی

نظر جس کی پڑے اس مثنوی پر ترقیات عثمانی ہوں اظہر
یہ ہے تصنیف یکتائے زمانہ قیامت تک رہے اسکا فسانہ
ملے حسن قبول اس کو الٰہی
پڑے اس پر نگاہِ لطف شاہی

باریابی و معروضہ

اک عرصے سے تمنائے دلی تھی لکھوں تاریخ منظوم اک دکن کی
ہو اس میں سابق آصف کا رقم حال ہوں ان کے کارنامے بھی بالاجمال
نزول موکب اجلال عثمان ہوا جب شہر بیدر میں بصد شان
ہوئی ناچیز کی بھی باریابی سعادت میں نے پائی نذر کی بھی
شرف بھی مدحت سلطان کا پایا قصیدے میں یہ تھا معروضہ میرا
اے شاہنشاہ معنی علم پرور اے سلطان دکن اے ظل داور
تمنا ہے کہ آصف نامہ لکھوں میں رنگ نظم فردوسی دکھا دوں
مدد اے نیر اقبال عثماں مدد اے موج بحر فیض سلطاں
زہے قسمت ملا موقع ہے زریں بحمد اللہ ہے شہ کا جشن سیمین
تعالی اللہ زمانہ سازگار است بگو سال از بہارش آشکار است

بسال سیزدہ صد چہل و پنجم بنظم آرم صفات شاہ ہفتم
۱۳۴۵ ف

اوصاف شاہانہ

ادب سے سر جھکا لے کلک معنی ادا کر سجدہ شکرانہ تو بھی
زہیں شعر رشک چرخ برتر ہے نور مدح عثماں جلوہ گستر
زہے ذکر صفات شاہ عثمان کہ اترا نظم کا ہے آج قرآن
سیاست میں تدبر میں ہے یکتا سراپا قدرت باری کا نقشا
خوشا ہر نقطہ کلک سیاست دُر یکتا سے دریائے فراست
سیاست میں نرالی شان آئی نئے سر سے نئی اک جان آئی
وہی تلوار کا مالک قلم کا غنی دل کا ہے دریا ہے کرم کا
درخشاں تیغ شہ سے برق خاطف شجیعان زمن ہیں جس سے خائف
یہاں سرکش کی گردن جھک گئی ہے دم شمشیر کے دم پر بنی ہے
شہ عثماں سے زندہ شان اسلام ہے اس جان جہاں سے جان اسلام
ہے اسلامی حکومت ان سے روشن دکن اسلامیوں کا ایک مامن
رواداری میں ان کی حکمرانی ہے دنیا بھر میں رحمت کی نشانی
کلیساؤں میں خوش تثلیث والے پجاری شادماں ہیں مندروں کے

ہر ایک فرقہ بلا تخصیص ملت — بجا لاتا ہے احکام عبادت
مسیحی پارسی ہندو مسلماں — دعا سب کی رہیں خوش شاہ عثماں
سراپا معتدل ہر وصف شہ کا — کہ ہے خیر الامور اوسطہا
کرم ہے بر محل شہ کا سراسر — نہ برسے ابر بے ہنگام بن کر
سحاب فیض عثماں اک جہاں پر — گھٹا کی طرح چھایا ہے سراسر
دل روشن میں ہے روشن خیالی — کہ چمکے جس سے انوار جمالی
تمدن میں معیشت میں دکن کی — نئی اصلاح بر وجہ حسن کی
جہالت کی بری رسمیں مٹادیں — ہوا جس سے حصول مقصد دیں
شہ والا کا فرمان ہدایت — کہ جس کا نقطہ نقطہ در حکمت
صلاحیت ہر اک طبقے میں پیدا — بنا شایستہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ
یہ روحانی مسیحا ہے ہمارا — ہے مصلح ملک کا جس کا اشارا
سراپا عدل یہ ظل خدا ہے — ستم کا نام دنیا سے مٹا ہے
عدیم المثل ہر خوبی میں سلطاں — کہ جس کا ایک عالم ہے ثنا خواں
تبحر علم میں ہے شہ کو حاصل — ہر اک فن میں ہے جید اور کامل
یہ مخزن حکمت و معقول کا ہے — یہ معدن فقہ کا منقول کا ہے
قلم وقت رقم معجز نما ہے — تعالیٰ اللہ موسیٰ کا عصا ہے
ازل سے فطرتی شاعر ہے عثماں — سراسر عرش معنی جس کا دیواں

سخن شاہانہ ہے ہر بیت شہ بھی — بنی شہ بیت ہے ملک سخن کی
زمین شعر فیض شہ کا تجھ کو — مبارک آسماں ہو آسماں ہو
ہو کیا مدح کلام شاہ عثماں — تحیر کے ہیں عالم میں سخنداں
گزر ہے چرخ پر طبع رسا کا — یہ پیک تیز رو عرش علا کا
تہ و بالا فلک ہے اور زمیں ہے — کہیں مضمون کوئی ملتا نہیں ہے
دماغ شہ کی وہ بزم تخیل — کہ جس کا عرش ہے فرش تحمل
ہے فکر شہ چراغ بزم قدرت — زہے طبع رواں دریائے رحمت
کلام شہ میں ہیں اوصاف قدسی — سخن کی داد دیں روح القدس بھی
وہ اوج فکر معنی آفریں ہے — زمین شعر پر چرخ بریں ہے
کلام نعتیہ ہے رشک حسان — فرشتے وجد میں انسان حیران
کلام نعتیہ معجز نما ہے — نبی کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے
خوشا وہ رنگ مستانہ سخن کا — ہے جس میں نشہ حب پنجتن کا
کلام فارسی بے مثل و برتر — کہ پھڑکے بلبل شیراز سن کر
وہ رنگ فارسی کا خاص انداز — کھنچی گویا شراب تند شیراز
جما وہ رنگ شہ کی فارسی کا — دکن بھی رشک ایران ہی سراپا
ہے شاہانہ کلام اردو زباں میں — عدیم المثل ہے ہندوستاں میں
خوشا لطف زباں ہے جان اردو — کلام شاہ سے ہے شان اردو

یہ ظل اللہ سلطان زمین ہے   یہ شاہنشاہ اقلیم سخن ہے

وزرا و امرائے دکن

امیران دکن وزرائے سلطاں   ستارے مہر عالمتاب عثماں
ہے شہ دریائے فیض اس کے یہ چشمے   یہ گل بوٹے ہیں باغ سلطنت کے
کشن پرشاد عالی مرتبت ہیں   وزیر شہ یمین السلطنت ہیں
ہیں صدرِ اعظم باب حکومت   وفاداری مالک جس کی خدمت
ہے اک موروثی عہدہ پیشکاری   ہے ذات ان کی بہار کامگاری
طریق صلح کل ہے ان کا مذہب   زہے وحدت پسندی انکا مشرب
کمال فضل و دانش ان کی فطرت   نوال و بذل و بخشش ان کی طینت
یہی در ہے ہنروالوں کا مامن   اسی در سے بھرا سائل کا دامن
قلم محو ثنائے حیدری ہے   تعالی اللہ یہ بھی خیبری ہے
مسلم حیدری کی شان و شوکت   ہے تیغ ذوالفقار اقبال و نصرت
بہار گلشن اجلال یہ ہیں   جوان بخت و بلند اقبال یہ ہیں
تدبر شہرہِ آفاق ان کا   کہ یورپ نے بھی لوہا جس کا مانا
ہمیشہ ملک و مالک کے ہی خواہ   فدا یہ شہ پہ ان پہ مہرباں شاہ
ملا عہدہ پریوی کونسلر کا   ستارہ ان کا مغرب میں بھی چمکا

عنایات شہ عثماں کا مصدر — نوازش شاہ انگلستان کی ان پہ

ہوئی تائید جس کو حیدری کی — ہوا وہ فاتح باب ترقی

ہیں مہدی یار جنگ اک فرد یکتا — کمال و فضل و دانش کا ہے دریا

یہ ہیں صدر سیاست صدر تعلیم — یہ ہیں مہر فراست بدر تعلیم

یہی ہیں فارس مضمار تعلیم — سریع السیر ہے رفتار تعلیم

ہے ان سے علم و دانش کی ترقی — عدیم المثل ہے ذات گرامی

ہے ان کا فیض اہل علم و فن پر — زہے جوہر شناسی ان کا جوہر

معین الدولہ ذی اقبال و حشمت — ہے جس کی آسماں جاہی امارت

یہ ہے شیر نیستاں شجاعت — نشانہ جس کا برق قہر قدرت

امیر ابن امیر حیدرآباد — دکن فیض و کرم سے جس کے آباد

خوشا یوسف علی خاں ذی امارت — ہے جس کی گھر کی موروثی وزارت

ہیں دادا ان کے سر سالار اعظم — وزارت جس کی دنیا میں مسلم

وزارت سے ہوئے تھے یہ بھی ممتاز — ملا الطاف عثمانی کا اعزاز

خوشا وہ راجہ رایاں راجہ شیوراج — دکن میں ہیں امارت کے جو سرتاج

سمستانیں دکن میں ہیں پر اجلال — امر چنتہ ہے ونپرتی ہے گدوال

بکثرت ہیں امیر اور راجگاں بھی — نہیں ممکن بیاں تفصیل ان کی

ہیں جلدیں اور بھی اس مثنوی کی — کہ جن میں ان کی بھی تفصیل ہوگی

ولادت ہمایون

بہارِ فصل ایامِ طرب ہے | نویدِ جانفزا ماہِ رجب ہے
فضیلت اس مہینے کی ہے برتر | ہوئی ہے اس میں معراج پیمبر
ہوئے شاہ ولایت اس میں پیدا | کہ جس سے معرفت کا نور چمکا
رجب کا ماہِ نو چمکا فلک پر | ہوا تاباں دکن کا ماہ انور
ہزار و سہ صد و سہ سال ہجری | یہ وہ سنہ ہے ولادت جبیں شہ کی
دکن کو بخشش یزداں مبارک | ظہورِ حضرتِ عثماں مبارک
چراغ دودمانِ آصفی ہے | بہارِ بوستانِ آصفی ہے
سرور دل سکون جان محبوب | زسرتا پا سراسر شانِ محبوب
ہے چہرے سے سعادت جلوہ افگن | جبیں سے نیر اقبال روشن
یہ نورِ چشم محبوبِ زمن ہے | ولی عہدِ شہ ملک دکن ہے

تعلیم و تربیت

ہوا آغاز جس دم پانچواں سال | ہوی بسم اللہ کی رسمِ نکو فال
ہوی شہزادے کی تعلیم آغاز | ہوئے مامور ادیب با یہ ناز
خوشا انوار شمع فضل و تقویٰ | اور علامہ سنا دا الملک طوبیٰ

عمادالملک دانشمند فاضل ۔ اور ایجرٹن بھی تھا استاد کامل
نشان اندازی فن شہسواری ۔ ہے بےمثیل ان میں ذات شہریاری
وہی افسر جنگ نے تعلیم اسکی ۔ سپاہی ملک کا جانباز غازی
ہوئی ذات انکی یکتا علم و فن میں ۔ عدیم المثل تاریخ دکن میں
خدا نے جوہر قابل دیا ہے ۔ اک عالم دنگ وہ ذہن رسا ہے
ہے آصف ساتواں تخت دکن پر ۔ تعال اللہ نصیبے کا سکندر
یہ تارا مہر عالم تاب ہوگا ۔ یہ چشمہ قلزم پر آب ہوگا
دکن چمکے گا مثل مہر انور ۔ ترقی کے سپہر ہفتمیں پر

سفر در زمانہ ولی عہدی

خجستہ فال ہے ان کا سفر بھی ۔ یہی ہے باعث فتح و ظفر بھی
پدر کے ساتھ کلکتے گئے ہیں ۔ وہاں پر ویسرا سے یہ ملے ہیں
ہوئی اڈورڈ کی جب تاجپوشی ۔ گئے یہ باپ کے ہمراہ دہلی

تقریب عقد مسعود

زہے انیسویں ماہ صفر کی ۔ خوشا سنہ تیرہ سو چوبیس ہجری
مبارک دن مسرت خیز گھڑیاں ۔ دکن گلہائے عشرت سے گلستاں

ہوا عثمان کا عقد نیک آثار ۔ بفضل حق طفیل شاہ ابرار
عروس شہ بنی بنت جہانگیر ۔ ہے توقیر اس پہ نازاں وہ یہ توقیر
شراب عیش سے دل شادماں ہو ۔ مبارک شمس و زہرہ کا قراں ہو
خوشا نخل تمنا بار آور ہے ۔ سحاب رحمت حق ہر تن پہ ہے

ولادت شہزادگان

ہزار و سہ صد و ہم بست و پنجم ۔ محرم کے مہینے کی ہے ہشتم
وہ شہزادہ خدا نے شہ کو بخشا ۔ کہ جس کی شان اعظم سب سے اعلا
اسی سنہ میں مہینے دس جو گزرے ۔ ہوئے اک اور پیدا شاہزادے
معظم جاہ والا شان بہادر ۔ شجیع و رستم دوراں بہادر

تخت نشینی

مسرت کی مچی ہے دھوم گھر گھر ۔ بنے عشرت کدے ہیں ہفت کشور
بنے ساتوں فلک میخانہ عیش ۔ تو ہفت اختر بنے پیمانہ عیش
مے عشرت میں نشہ ہے غضب کا ۔ ہر اک قطرہ میں جوش ہفت دریا
سماں کچھ اور بدلا ہے جہاں کا ۔ کھنچا نقشہ ہے گلزار جناں کا
عجب عشرت فزا ساماں ہیں پیہم ۔ کہ دور جام جم ہے دور عالم

خوشی کا میکدے میں جوش اٹھا | لب ساغر پہ نغمہ تہنیت کا
بجے ہیں تار چنگ عشرت افزا | سراسر ہفت خط جام صہبا
مٹے آثار کہنہ تک جہاں سے | ہوا رتبہ بڑھا پایہ آسماں سے
دکن کا دید کے قابل سماں ہے | زمیں تک جسکی ہفتم آسماں ہے
مبارک تیرہ سو انتیس ہجری | کہ جسکی ہر گھڑی عید طرب تھی
مہ رمضان کی تھی تاریخ ہفتم | رواں جوش مسرت کا تھا قلزم
سریر آرا ہوئے عثمان علی خاں | ہیں آصف ساتویں رشک سلیماں
مبارک ظل حق کو یہ خلافت | مبارک باپ دادا کی حکومت
یہ وہ شہ جسپہ نازاں بادشاہی | ہے زینت بخش تخت و کج کلاہی
جلوس میمنت مانوس ہے آج | فلک بھی شاہ کا پابوس ہے آج
جلوس شہ کی ہے کیا شان برتر | فلک قرباں تصدق ماہ و اختر
مبارکباد کی گونجیں صدائیں | چلیں باغ مسرت کی ہوائیں
بہار گلشن امید آئی | دکن والو مبارک عید آئی
مسلسل تار آئے تہنیت کے | خوشا یورپ سے اور ہندوستاں سے
پیام تار برقی سے یہ روشن | کہ نور تہنیت ہے جلوہ افگن
رچی جس وقت رسم تاجپوشی | سجا پھر دھوم سے دربار شاہی
تھے عالیشان ریزیڈنٹ اسمیں شامل | اراکین حکومت قدر منزل

سفیر دولت برطانیہ نے — کئے پورے مراسم تہنیت کے
پڑھا وہ تہنیت نامہ بھی اس نے — جو آیا تاج برٹش کی طرف سے
بنا دربار ایوان مسرت — کھلا تازہ گلستان مسرت
سر دربار کی تقریر اس نے — خطابت جس میں تھی شاہ دکن سے
جو اعلیٰ شہ نے کی تقریر دلکش — کہ جس پر حاضرین کرتے تھے عش عش
ہوا ارشاد شاہ دادگستر — چلوں گا باپ کے نقش قدم پر
وفاداری برٹش فرض ہوگا — یہ آئین ہے سلاطین دکن کا
فلاح ملک نصب العین میرا — حکومت کا یہی ہے اصل منشا
سیاست میں عدیم المثل سلطاں — خدا کی عین رحمت شاہ عثماں
خوشا دورِ طرب آیا دکن میں — بہار آئی نئے سر سے چمن میں
نظام سلطنت کا رنگ بدلا — تحیر کا کھنچا ہے ایک نقشا
ہے قطرہ قطرہ رشک بحر عماں — ہے ذرہ ذرہ فخر مہر تاباں

ورود ویسرائے بہادر

دکن میں ہارڈنگ کا خیر مقدم — ہوا دو مرتبہ با شان اعظم
سجا دربار اک با شان و شوکت — ہوئی اس شاہی مہماں کی ضیافت
جو دیکھا شاہ کا حسن تدبر — سخن آرا ہوا با صد تحیر

پدر اس شہ کے پنہاں ہیں نظر سے — مگر او صاف زندہ ہیں پسر سے

سفر شاہانہ دہلی و شملہ

ہوا دہلی میں جشن تاجپوشی — تھا سنہ اُنیس سو گیارہ مسیح
سریر آرا ہوئے تھے جارج پنجم — ولی عہد شہ اڈورڈ ہفتم
تھے جس میں راجگان ہند شامل — وہ تھا دربار نظارے کے قابل
ہوئے شاہ دکن بھی رونق افزا — تھی جس کی شوکت شاہانہ یکتا
زہے اقبال فوقیت یہ پائی — خطاب شہ ہے جی۔ سی ایس آئی
ہوا شملے کی جانب عزم والا — پیام دعوت آیا ویسرا

یورپ کی جنگ عظیم اور شاہانہ امداد

سریر آرائی کا جب تیسرا سال — ہوا پورا بصد اقبال و اجلال
اک آتش جنگ کی یورپ میں بھڑکی — تھا سنہ انیس سو چودہ مسیح [۱۹۱۴ء]
تھی یورپ پر اک عالم گیر آفت — وہ نازک وقت تھا گویا قیامت
حمایت پہ کمر اس شہ نے باندھی — دکھائی ہے چمک تیغ وفا کی
حمایت میں شہ عثماں ہے یکتا — وفاداری کا اسکے سر ہے سہرا

وہ روحانی اثر اخلاقی قوت — کہ جن سے شہ کو ہے سب پر فضیلت
مسلمانان ہندان کے مسخر — ہیں ان کے زیر فرماں دل کے کشور
کی اہل ہند کو شہ نے ہدایت — کہ جس کا حرف حرف اک گنج حکمت
بھروسہ تم رکھو برطانیہ پر — قدم راہ وفا سے ہو نہ باہر
یہ وہ اخلاقی ہے امداد عالی — نہیں کچھ قیمت امداد مالی
مدبر دولت برطانیہ کے — ہیں انکے معترف دل سے زباں سے
شہ والا نے کی امداد بے حد — کیا پورا وفاداری کا مقصد
کیا ہے مال و زر اس جنگ میں صرف — ذرائع اپنی دولت کے کیئے وقف
زر و مال اسقدر شہ نے دیا ہے — کروڑوں تک شمار اسکا ہوا ہے
بہادر فوج وہ جرار لشکر — فلک بھی کانپ اٹھے جس سے تھرتھر
دم پیکار اک دریاے مواج — دکن امپیریل سرویس افواج
وہ بندوقوں کی پر وہشت صدا اٹھی — چلے گولی تو چھلنی ہو فلک بھی
وہ توپوں کی صدا اک شور محشر — گرجنا بادلوں کا ہے زمیں پر
مقابل جب ہوے فوج عدو سے — کھلے دشمن پہ پھریرے قضا کے
قدم دشمن کا اٹھے انکے آگے — نظر اٹھتی نہیں دہشت کے مارے
جو سوے مصر لشکر شہ کا پہنچا — بصد شان کاروان یوسف کا اترا
بہادر تھا ہر اک ان میں بلا کا — زمیں پر قہر اترا تھا خدا کا

پڑے بل انکی گر پیشانیوں پر — تہ و بالا ہوا اک عالم سراسر
ہوائی بیڑا دم میں ہو پریشاں — ہے فوج آصف رشک سلیماں
وہ ملبوسات جنگی زیب تن تھے — عدو بھی دیکھکر زیر کفن تھے
جری بانکے سپاہی مرد میداں — جگر دشمن کا پارہ دل ہے لرزاں
اصول جنگ سب کچھ یاد ان کو — مخالف مان لیں استاد ان کو
غبار اک گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھا — شب دیجور کا تھا دن میں نقشا
تفنگوں کی غضب شعلہ فشانی — یہی تھی روشنی کی اک نشانی
ہیں جنگی کارنامے انکے یکتا — رہیں گے زندہ جبتک ہے یہ دنیا
ممالک کے مظفر شاہ عثمان — عساکر کے سپہ سالار ذیشان
زہے اقبال فوج شہ کی نصرت — ہے اس ظل خدا پر حق کی رحمت
ہزار و نہ صد و ہجدہ مسیحی — یہ سنہ ہے نیک فال ارجمندی
شہنشاہ معظم کی طرف سے — مراتب بڑھ گئے اعزاز شہ کے
خطاب شہ ہوا یار وفادار — اس احساں کا ہوا اسطرح اقرار
پرنس آف ویلز جب تشریف لائے — ہوے ہیں معترف احسان شہ کے
یہ ہے تقریر سے ان کے نمایاں — وفاداری میں یکتا ہے یہ سلطان
خطاب ان کا جو ہے یار وفادار — ہے میدان عمل میں اس کا اظہار
کئے ہیں صرف شہ نے زر کے انبار — رہی برٹش کی حامی انکی تلوار

قیامِ جامعۂ عثمانیہ

دکن میں آج زندہ علم و فن ہے — شہ عثماں مسیحائے زمن ہے
علوم و فن کے سرچشمے ہیں جاری — برستا ہے سحابِ فضل باری
تمدن میں لگے ہیں چار چاند آج — کہ جن سے چاند سورج بھی ہیں ماند آج
دکن کا ذرہ ذرہ مہر انور — زمیں پر ہے گماں چرخ اخضر
ترقی آج حد سے بھی سوا ہے — کہ جس کی انتہا ایک ابتدا ہے
خوشا دورِ خجستہ فال آیا — مبارک دن مبارک سال آیا
دکن نے جس کا برسوں خواب دیکھا — ہوئی تعبیر اس کی روح افزا
خیالوں میں چمکتی تھی جو تنویر — ہوئی ظاہر مجسم بن کے تصویر
ہوا بدلی سماں بدلا دکن کا — شگفتہ اک چمن ہے علم و فن کا
علوم و فن کا دریا بہہ رہا ہے — تلاطم اک ترقی کا بپا ہے
دکن کا پار بیڑا ہو گیا ہے — کہ جس کا شاہ عثماں ناخدا ہے
نئی تعلیم کا ہے ساز و ساماں — پڑی اہل دکن کی جان میں جاں
علوم و فن کا مرکز حیدر آباد — ہے رشکِ قرطبہ اور فخر بغداد
گزشتہ بہمنیہ شان علمی — مقابل جس کے دھندلی روشنی سی

وزیر نامور محمود گاواں ہوا بیدر میں جس سے علم تاباں
زوال آیا جو چمکا بدر بنکر ہے فیض دور عثماں مہر خاور
مبارک بیسویں ماہ رجب کی ہے بارہ سو بہتر سال ہجری
دکن میں کھل گیا دارالعلوم ایک رواں ہے قلزم فیض عموم ایک
وزیر آصفی سالار اعظم اس علمی گھر کے بانی مکرم
ہوئی ہے آج اس کی شان برتر ہے ہر اک کام کا وقت اک مقرر
یہ پایہ دور عثمانی میں پایا ملا اعزاز یونیورسٹی کا
تعال اللہ مہر علم چمکا دکن کے چاروں جانب نور پھیلا
ترقی کی گھٹا گھنگور چھائی بہار روح افزا رنگ لائی
یہ دور شاہ عثماں اللہ اللہ ہے نور فضل یزداں اللہ اللہ
مبارک ہو بنائے قصر تعلیم فلک بھی ہے فدائے قصر تعلیم
سر اکبر حیدری حامی تعلیم ترقی کی ہے روح انکی ہر اسکیم
جو پہلے معتمد تعلیم کے تھے فلاح ملک کی امیدیں جن سے
یہ ہیں فینانس کے صدر المہام آج ریاست میں ہے انکی دھوم ہر گام
خوشا وہ عرضداشت ان کی خوشا ل کہ جس میں درج تھا تعلیم کا حال
ہمارے ملک کی موجودہ تعلیم بہت ہے قابل اصلاح و ترمیم
تمدن اور معیشت بھی ہے برباد اصولی جب نہو تعلیمی بنیاد

پرانی اور نئی تعلیم یکسر — دو قالب ایک جاں ہو جائیں ملکر

ضروریات ملکی بھی ہوں شامل — خصوصیات قومی بھی ہوں داخل

دکن میں ایک یونیورسٹی ہو — نئی شہ رہ ترقی کی کھلی ہو

ہو تعلیمی ذریعہ اس کا اردو — کہ جس کی ہند میں ہے دھوم ہر سو

زبان مادری کنجی ہنر کی — اسی سے ہے ترقی ہر بشر کی

یہ گزری بارگاہ خسروی میں — نظیر اس کی نہیں ہے برتری میں

سیاست کا حکیم کامل الفن — علوم و دانش و حکمت کا مخزن

پڑی اس پر نگاہ علم پرور — بحق باب علم و فضل داور

ید قدرت میں تھا اس شہ کے یہ کام — ہوا انشائے قدرت بھی سرانجام

حضور شاہ سے فرمان نکلا — مبارک ملک کا ارمان نکلا

ہوا ارشاد معروضہ پہ شہ کا — یہی تھا ما بدولت کا بھی منشا

علوم شرقی و غربی ہوں مخلوط — ہوں دونوں ایک ہی رشتے سے مربوط

ہوں دور انکے نقائص جو ہیں موجود — یہی تعلیم کا ہو اصل مقصود

دماغی اور جسمانی ہو تعلیم — ہو خلقی اور روحانی ہو تعلیم

زباں اردو کی ہو مخصوص تعلیم — اسی سے ہو ہر اک فن کی بھی تفہیم

ہو لازم اس میں انگریزی زباں بھی — ترقی ملک کی خوشنودی میری

ہو نام عثمانیہ اس جامعہ کا — ہوا نافذ یہی فرمان والا

وہ فرماں تھا دم اعجاز عیسیٰ ‏ ‏ دکن میں پھونک دی اک روح گویا

در امید پر پہونچے ہزارے ‏ ‏ کہ جیسے سوئے چشمہ دوڑیں پیاسے

دعا کا غلغلہ ہر سمت اٹھا ‏ ‏ الٰہی شاہ عثماں زندہ بادا

مہ ذیحجہ کی وہ سولھویں تھی ‏ ‏ وہ سنہ تھا تیرہ سو چھتیس ہجری (۱۳۳۶)

خوشا جاری ہوا فرمان ذیشاں ‏ ‏ خوشی سے عید قرباں جسپہ قرباں

یہی ہے کعبۂ مقصد دکن کا ‏ ‏ طواف اس کا ہے بہر ملک زیبا

تھی حج کی اس مہینے کو سعادت ‏ ‏ ملی ہے آج تو دو نی فضیلت

گو اس سے قبل بھی ارمان یہ تھا ‏ ‏ دکن میں جامعہ کا دیکھیں جلوا

مراحل پورے طے ہوتے نہ پائے ‏ ‏ عمل میں اس کے منصوبے نہ آئے

زہے اقبال دور شاہ عثماں ‏ ‏ کہ یہ مشکل ہوئی دم بھر میں آساں

خوشا یہ تھا عمل کا اُس نے جامہ ‏ ‏ یہ ہے سر حیدری کا کارنامہ

ہوا تعلیمی کورس اس کا مرتب ‏ ‏ جو موزوں ہر طرح سے اور انسب

اِدھر ہندوستاں نے اسکو مانا ‏ ‏ اُدھر انگلینڈ میں بھی اس کا چرچا

پسند ماہران فن تعلیم ‏ ‏ ہوی ہر طرح سے مقبول اسکیم

ہے سلطان العلوم انکا خطاب آج ‏ ‏ فراست میں نہیں جنکا جواب آج

بنائے قصر تعلیمی بصد ناز ‏ ‏ کیا بسم اللہ مجریہا سے آغاز

خوشا منظر بنائے جامعہ کا ‏ ‏ کہ سنگ نصب جسکا تو نے رکھا

وہ سنگ طور سے روشن سوا تھا — جمال علم جس سے رونما تھا
ہوئے رونق فزا جب شاہ والا — بصد جاہ و جلال و شان اعلیٰ
مجسم علم کی تصویر آئی — ادا کرنے کو رسم پیشوائی
در فیض و کرم شہ کا کھلا ہے — کشود قفل باب مدعا ہے
بہار جاہ و دانی ہو مبارک — یہ روح کامرانی ہو مبارک
بڑھی عثمانیہ سے شان اردو — اسی سے ہے بقائے جان اردو
گذشتہ دور کی اردو میں کیا تھا — فسانے۔ تذکرہ۔ شعر و سخن کا
نہ علمی جوہروں کی کچھ چمک تھی — نہ اس میں حکمت و فن کی جھلک تھی
جما رہتا یوں ہی گر اسکا نقشا — مبادا مٹ ہی جاتا نام اس کا
اس اردو کا ہے عثمان شاہ برتر — بہت موزوں ہے معنی اسکے اشکر
نئے سر سے کیا۔ اردو کو زندا — دکھایا شہ نے اعجاز مسیحا
فنون مغربی کے اس میں مخزن — علوم مشرقی کے اس میں معدن
وہ ماہ مغربی انگلش زباں کا — کہ جس کا نور ہندوستاں میں پھیلا
یہ مہر مشرقی اردو زباں کا — جو فیض دور عثمانی سے چمکا
ہوا ہندوستاں پر نور گستر — کہ جس کے فیض سے روشن ہے گھر گھر
یہ مہر و مہ رہیں تاباں ہمیشہ — ہو روشن ان سے ہندستاں ہمیشہ
پڑی بنیاد دار الترجمے کی — ہوی اردو کی روز افزوں ترقی

ہوئے اسکے لئے فاضل مقرر — ادیب نام آور علم گستر
پروفیسر ہیں وہ عثمانیہ کے — ترقی علم کی ہے جن کے دم سے
فنون والسنہ میں فرد کامل — ہیں شایان مدح کے نازش کے قابل
یہ سب اردو کے ہیں حامی اعلیٰ — ہوا اردو کا ان سے بول بالا
خوشا زور قلم ان کا بلا کا — زہے فیض زباں مواج دریا
کسی صورت کسے کی اردو کی خدمت — ہے ان پہ منحصر اس کی حمایت
معاشیات طب منطق ریاضی — فن تاریخ ۔ حکمت انجنیری
طبیعی ۔ کیمیا ۔ اخلاق ۔ قانون — ملے اردو کو کیا کیا گنج مکنون
ہوا صرفہ جو لاکھوں روپیے کا — ستارہ اوج پر اردو کا چمکا
بہار فیض عثماں گلفشاں ہے — کہ اردو آج اک علمی زباں ہے
عظیم الشان دہلی کی نمایش — ہے ہندستاں کو جسپہ فخر و نازش
تھی شرکت لارڈ اروِن ویسرا کی — معیت میں تھے ان کے حیدری بھی
یہاں پر ہند کے کل جامعوں کے — اکھٹے علم کے تھے کارنامے
ہمارے ملک کے بھی جامعہ کی — تھیں تصنیفات و تالیفات ساری
نظر سے لارڈ اروِن کی جو گزریں — زباں پر تھی تحیر خیز تحسیں
یہ پہلا کام تھا اس جامعہ کا — کہ جسپر فخر و نازش اس کو زیبا
ہزار و نہ صد و ہجدہ مسیحی — پڑی اس سنہ میں بنیاد امتحاں کی

ہوا ہے امتحاں میٹرک کا پہلا / یہ زینہ ملک کی تعلیم کا تھا

تھے اس میں سات سو تیئیس طلاب / ترقی کے کھلے کثرت سے ابواب

قیام کلیہ پھر دوسرے سال / ہوا با صد شکوہ و شان و اجلال

بہتر کی ہوی ہے کامیابی / کہ اس میدان کے یہ پہلے ہیں غازی

ستارے ملک کے اس سال چمکے / کہ اتنے طیلسائی آج نکلے

ترقی پر رہی ہے اسکی اسکیم / ہوی ایم اے اور ال ال بی کی تعلیم

تھے اس کے صدر عالی عبد رحمان / ہوا جسکے لئے اک خاص فرمان

رہے ہیں صدر اس کے عبد ستار / لسانیات کے دریائے ذخار

رہے صدر سیاسیات بھی صدر / عدیم المثل ہستی صاحب قدر

میکنزی صدر ہیں عثمانیہ کے / کہ جنکی قابلیت کے ہیں چرچے

یہ یورپ ہند میں ہیں نام آور / یہ تھے برٹش کے فاضل ڈائرکٹر

وہ ان کی ہے عظیم الشان اسکیم / سراسر ہے ترقی بخش تعلیم

ہوا انکے دور میں صنعت کی وہ دھوم / مرض بے روزگاری کا ہو معدوم

خوشا سنہ تیرہ سو سنتیس فصلی / ہوی تعلیم کی جس میں ترقی

ہوا فوقانیہ بلدہ بھی کالج / جہاں ایف اے کی ہے تعلیم رائج

خوشا وہ صوبہ اورنگ آباد / پڑی اس سال واں کالج کی بنیاد

کھلا بلدے میں اک نسوان کالج / ترقی کے لئے ذیشان کالج

ملی جاگیرداروں کو یہ جاگیر — کھلا کالج پڑھی اور اس کی توقیر

کھلا کالج فن تعلیم کا بھی — ہوئی تعلیم کی جس سے ترقی

وہ فصلی تیرہ سو چھتیس کا سال — کھلے کالج زہے تعلیمی اقبال

بہار افزا ہوئی تعلیم اعلی — بنا گلگیر کہ گلشن علم وفن کا

ورنگل میں پڑی کالج کی بنیاد — ہوا یہ علم کی دولت سے آباد

کھلا پھر ایک کالج فن طب کا — کھنچا ہے پھر مسیحائی کا نقشا

کھلا انجینئرنگ کالج بصد شان — کہ جس کا ملک پر جاری ہی فیضان

زہے عثمانیہ کی شان تنظیم — مکمل علم وفن کی جس سے اسکیم

ہے چھوٹی عمر ابھی اس جامعہ کی — ترقی میں تو بازی اس نے جیتی

نظیر اس کی نہیں ملتی کہیں پر — یہ یکتا ہے دکن کی سرزمیں پر

تعال اللہ یہ ہے اقبال شہ کا — زمیں پر ہے پھر علم پیدا

ترقی کا عیاں راز نہاں ہے — کہ تعلیمی زباں دیسی زباں ہے

سپوتو جامعہ کے ہو نہارو — او میدان عمل کے شہسوارو

مچی ہے ہند میں شہرت تمہاری — ہوی یورپ میں بھی عزت تمہاری

فلاح ملک کی روح رواں ہو — بڑھو آگے ابھی تم نوجواں ہو

اولوالعزمی کے گھوڑے تم کداؤ — پھریرے فتحمندی کے اڑاؤ

وہ گل تم ہو کہ رشک گلستاں ہو — بجا ہے تم پہ نازاں باغباں ہو

ہوئی کس باغباں سے آبیاری | چلی کونسی نسیم کامگاری
تمھارے مہرباں استاد فاضل | عدیم المثل ہر فن میں ہیں کامل
افاضل مستند ہندوستاں کے | ستارے ہیں وہ علمی آسماں کے
تمھارا بادشہ رحمت خدا کی | رہو شاکر ملی نعمت خدا کی
تمھاری کشتئ مقصد رواں ہے | کہ دور شاہ عثماں بادباں ہے
بھنور کا غم نہ کچھ طوفاں کا ڈر | خدا کا فضل ہے اس ناخدا پر
علی گڑھ میں ہے مسلم یونیورسٹی | جو ہے ہندوستاں کی کان علمی
ہوا ہے چانسلر اس جامعہ کا | وہ شہ بانی جو ہے عثمانیہ کا
ہے شہ نورٌ علی نور کا جلوا | لقب زیبا ہے ذوالنورین ان کا
رہے عثمانیہ آباد یارب | ہو جب تک علم کی بنیاد یارب

تعلیمات

ہے تعلیمات کی ہر دم ترقی | خوشا فرخندہ اختر دور شاہی
نمایاں ہر طرف ہیں درسگاہیں | ترقی کی کھلی ہیں شاہراہیں
شہ عثماں ہیں سلطان العلوم آج | کمال و دانش و فن کی ہے دھوم آج
مدارس کی ترقی روز افزوں | ہمایوں ہو ہمایوں ہو ہمایوں
پے تعلیم گنج زر لٹایا | زہے ابر کرم دریا بہایا

کئے فوقانیہ وسطانیہ ہیں — اور امدادی بھی ہیں تحتانیہ ہیں

ہیں یوکلفنڈ کے صدہا مدارس — جدھر دیکھو ادھر ہر جا مدارس

تھے پہلے ناظم تعلیم مسعود — ترقی بخش جن کا نظم محمود

خوشا فضل محمد خاں ہیں ناظم — رہے اس ملک پر یہ فضل دائم

ہے نظم و نسق میں بھی ایک جدت — نئی تعلیم گاہیں ہیں بکثرت

مدبر سرپرست علم و دانش — کہ ممکن ہی نہیں جسکی ستائش

سراپا فضل ہے یہ ذات والا — رہے جاری ہمیشہ فیض ان کا

خوشا ذوالقدر جنگ اس محکمے کے — ہوے ہیں معتمد الطاف شہ سے

ہوی ہے علم و فن کی ان سے معراج — ترقی پر ہے تعلیمات بھی آج

خوشا اے فیض دور شاہ عثماں — ہوی تحریک کشافہ نمایاں

وہ ہے اطفال کا پرجوش لشکر — وفاداری مالک جسکا جوہر

وطن کی دل میں اُن کی لو لگی ہے — طبیعت میں بھی ہمدردی بھری ہے

ہے خوش خلقی کی تعلیم اس میں مضمر — یہی ہے نیکیوں کی بارآور

ہے بانی لارڈ بیڈن پودل اسکا
اِسی موجد کے سر ہے اسکا سہرا

باب حکومت

نومبر کا خوشا ماہ بکو فال — ہزار و نہ صد و ہم نوزدہ سال (۱۹۱۹ء)

ہوی تجدید آئین سیاست — ہوی تبدیلی نظم حکومت

دکن میں کھل گیا باب حکومت — یہ ہے سرچشمۂ نظم و سیاست

امور سلطنت کی اس سے تشکیل — مہام مملکت کی اس سے تکمیل

یہ ہے اک یادگار دور عثماں — یہ وہ شہ ہے سیاست جس پہ نازاں

ہے اس کا صدر اعظم سب سے پہلا — مخاطب جو موید ملک سے تھا

فریدوں ملک بھی تھے صدر اعظم — سیاست دانی تھی جسکی مسلم

ولی دولہ بھی تھے اس سے ممتاز — ملا ہے لطف شاہی سے یہ اعزاز

مہاراجہ کشن پرشاد ذیشاں — یمین السلطنت یکتائے دوراں

ہیں صدر اعظم باب حکومت — عدیم المثل ہے جس کی سیاست

کمال و دانش و فن کا ہے مخزن — نوال و فیض و بخشش کا ہی معدن

خوشا فینانس کی صدر المہامی — ہے سٹر حیدری سے شان اسکی

تدبر قابلیت میں ہیں یکتا — وفاداری مالک جوہراں کا

ترقی پر ہے مالی محکمہ بھی — کہ جس کا ٹاسکر ہے صدر عالی

فراست کاردانی ان کی مشہور — ترقی ملک کی ہے ان کو منظور

ہیں لطف الدولہ بھی صدر عدالت — امور مذہبی پر ہے حکومت

یہ ہیں خورشید تاباں امارت — یہ ہیں ماہ درخشان فراست

ولی الدولہ ذی اقبال و حشمت — تھے رکن اعظم باب حکومت

در احمد پہ پہنچے بخت چمکا — مزار پاک ہے طیبہ میں ان کا

ہوی جب یہ وفات حسرت آیات — مچا ماتم کا اک کہرام ہیہات

خوشا وہ شامراج فرخ اجلال — ہوی پر نور جس کی صبح اقبال

مبارک لطف شمسی ان کو یہ راج — ہیں تعمیرات کے صدر المہام آج

عقیل نکتہ داں ہیں فوج کے صدر — بلند اقبال و ذیشاں صاحب قدر

طبابت اور دیگر محکمے بھی — ہیں ان کے تحت یہ ہیں صدر عالی

ہیں مہدی یار جنگ ان کے برادر — سیاست میں نہیں ہے جس کا ہمسر

یہ تھے پہلے ہی سے صدر سیاست — ملی تعلیم کی ان کو صدارت

یہ عہدہ ذات والا کے ہے شایاں — ہے بے مثل انتخاب شاہ عثماں

دکن میں علم کا چمکے گا خورشید — ہے اس ذات گرامی سے یہ امید

حکومت کے یہ ہیں ارکان تنظیم — ہے ان کی رائے سے ہر ایک اسکیم

یہ ارکان حکومت دل سے ہر آن
مطیع و تابع فرمان سلطان

گول میز کانفرنس

ہزار و نہ صد و ہم سی و یکم — ہے اس سنہ میں سیاست کا تلاطم

بڑی شورش مچی ہندوستاں میں — خلل پیدا ہوا امن و اماں میں

بہت ہی طول اس کی داستاں ہے — وہ اخباروں سے دنیا پر عیاں ہے

وہ پُر آشوب دور اور اسکے فتنے — مٹے اقبال سے برطانیہ کے

ہوا لندن میں اک اجلاس ذیشاں — سیاست داں مدبر جمع تھے واں

ہوا ہے راؤنڈ ٹیبل سے وہ موسوم — سیاسی مسئلے طے ہوں یہ مفہوم

ہوئے کل تین اجلاس اسکے ہر سال — بصد شان و شکوہ و فر و اجلال

نمایندے بھی دیسی سلطنت کے — گئے لندن کو شرکت کی غرض سے

شہ عثماں نے بھیجا حیدری کو — تدبّر کی ہے جسکے دھوم ہر سو

جو گُر اسکے تھے سب اُن کو بتایا — سیاست کا سبق اچھا پڑھایا

دکن کے اس نمایندے کا اعزاز — وہاں کے ہر نمایندے سے ممتاز

پیام خسروی پہنچا دیا ہے — ادا حق ترجمانی کا کیا ہے

لنگٹن نے بھی کی ہے ان کی تعریف — جو تھی شایانِ شان انکے یہ توصیف

وہ پیچیدہ مسائل ہیں جبھی ان سے — رہے طالب ہمیشہ مشورے کے

کیا یہ امر واضح حیدری نے — وفاقی بھی حکومت ہو تو اس سے

نہ بدلیں گی کبھی شاہی روایات | وہی ہونگے دکن کے امتیازات
ہوئی اصلاح مالیات ان سے | مدبر ہیں یہ حامی ہیں دکن کے
خوشا یہ انتخاب شاہ عثماں | کہ جس کا آج یورپ ہے ثنا خواں

محکمہ آثار قدیمہ

یہ فیض دور عثماں ہے سراسر | ہے آثار قدیمہ کا بھی دفتر
وہ آثار قدیمہ ہیں دکن کے | ہوا ممتاز ہندستان جن سے
ایجنٹہ اور ایلورا کے وہ غار | روایات کہن کا جن سے اظہار
وہ حصن دولت آباد اور پانگل | وہ بیدر اور اضلاع ورنگل
خوشا نقش و نگار انکے قدیمی | نشانی ہے حیات ماسبق کی
اسی دفتر سے ہی ان کی حفاظت | یہ زندہ آج ہیں ان کی بدولت
کتابیں اور کتبے ان کے فوٹو | ہوے شایع اسی دفتر سے ہرسو
ہے ناظم اس کا اپنے فن میں کامل | عدیم المثل یزدانی فاضل
جو حسن نظم ہے ان کا بجا ہے | دکن ہی ہند کی روح بقا ہے

صنعت و حرفت

خوشا اے دور عثمانی کی برکت | ترقی پر ہے صنعت اور حرفت

وہ دار الصنعت سرکار عالی
کہ جس نے اک بنا صنعت کی ڈالی
ہزاروں کارخانے بھی ہیں جاری
مشینیں چل رہی ہیں جس میں برقی
پرانے صنعتوں میں جان آئی
نرالی ندرتیں اُنکی رنگ لائی
ہیں مسٹر ٹاسکر اک صدر اعلیٰ
چمک اٹھا ہے صنعت کا ستارا
ہیں پبلک کارخانے بھی بکثرت
ہے صنعت کی طرف اک عام رغبت
بنے سگریٹ میاچس اور صابون
ہیں ایسی اور چیزیں روز افزوں
ترقی بخش ہے رفتار اس کی
حقیقی رہنما سرکار اسکی
مدارس میں بھی ہے تعلیم صنعت
فلاح ملک ہے اس کی بدولت
ترقی پر ہے صنعت اور حرفت
ہوا ہے گرم بازار تجارت

ریلوے

صریر کلک نے سیٹی بجادی
زمین شعر و سخن کی بھی ہلادی
رواں انجن ہوا طبع رواں کا
کہ اسٹیشن ہے میدان آسماں کا
مضامیں کا تسلسل ہے کچھ ایسا
قطاریں ریل کی جاری ہیں گویا
تعال اللہ فیض دور عثماں
رعیت کی ہے آسایش کا ساماں
جدھر دیکھو ادھر ریلیں ہیں جاری
مبارک ہو یہ دور کامگاری
جو ریلیں کمپنی کی تحت میں تھیں
وہ اس سرکار کے قبضے میں آئیں

تدبّر ہے یہ مسٹر حیدری کا | کہ جن کے ملک پر احسان ہیں کیا کیا
حکومت معترف اس کام کی ہے | مچی دھوم انکے فیض عام کی ہے
ہوی ہے ریل بیدر میں بھی جاری | رعیت پر ہے فیض شہریاری
خوشا بیدر بھی چمکا بدر بن کر | فروغ اس سے تجارت کا سراسر
نہال آرزوے اہل بیدر | ہوا ہے فیض عثماں سے ثمردر

موٹر بس سروس

غریب ادنی سے ادنی فیض شہ سے | امیروں کی طرح ہیں شان والے
کبھی چلتے نہیں وہ پا پیادہ | سواری سے وہ طے کرتے ہیں جادہ
ملی موٹر بسوں کی ہے سواری | چلی ہر سمت یہ باد بہاری

آبپاشی

طبیعت میں بلا کی ہے روانی | خجالت سے ہے دریا پانی پانی
مضامین مسلسل کی وہ لہریں | فصاحت کی تلاطم خیز نہریں
طبیعت چشمۂ معنی ہے گویا | قلم بھی ایک فوارہ ہے جسکا
ٹپک پڑتے ہیں وہ مضموں قلم سے | مقابل جس کے ابر تر نہ برسے
خوشا وہ آبپاشی کا ہے دفتر | کہ پانی پھر گیا ہے ابر تر پر

زمیں ہے ملک کی سیراب اس سے زراعت جابجا شاداب اس سے
ہزار و نہ صد و ہشت عیسوی کا وہ طوفان رود موسیٰ کا بلا تھا
پھرا پانی ہزاروں ہستیوں پر ہوے بے خانماں لاکھوں بھرے گھر
خوشا محبوب کشتی بان دکن کا سہارا نوح کا دست کرم تھا
اعانت شہ نے کی آفت زدوں کی کی بیحد دستگیری بیکسوں کی
بنا ایوان شاہی ان کا مسکن تھے کھاپی کر بہن کر خوش ہمہ تن
زہے اقبال دور شاہ عثمان فلک بھی رعب سے ہے جسکے لرزاں
ہوی اس دور میں تدبیر ایسی ہے سدّ باب طغیانی موسی
وہ غصہ آج موسیٰ کا کہاں ہے بنی زنجیر ہر موج رواں ہے
نہ جوش اب ہے نہ وہ اب زور باقی رکا ایسا نہیں کچھ شور باقی
عظیم الشان بنا عثمان ساگر ترقی ملک کی جس سے سراسر
خوشا سنہ تیرہ سو چھبیس فصلی ۱۳۲۶ پڑی اس سنہ میں ہے بنیاد اسکی
بنا پینتیس فصلی میں بھی تالاب کہ جس کے فیض سے ہے ملک سیراب
حمایت ساگر اس کا نام مشہور ہے اک دریائے فیض عام مشہور
بنا اک اور عظیم الشان تالاب کہ جس سے ملک سرسبز اور شاداب
ہزار و سہ صد و ہم چہل و یکم بنا اس سنہ میں ہے یہ رشک قلزم
فن تعمیر کا بے مثل نقشا ہے اپنی خوبیوں میں آپ یکتا

سراسر آب رحمت اسکا پانی
نہیں ہندوستاں میں جس کا ثانی

نظام اُسکا ہوا ہے نام بہتر
نظام زندگی موقوف اس پر

آرایش بلدہ

بہار فکر رنگیں گل فشاں ہے
زمیں شعر و سخن کی گلستاں ہے

بجا ہے شاخ طوبی سے قلم ہو
فلک قرطاس ہنگام رقم ہو

ہوں سطریں رشک موج نہر کوثر
سیاہی آب کوثر ہو سراسر

وہ ہو آراستہ سامان تحریر
ہو سلک نجم بھی قربان تحریر

زمین شعر سے وہ نور چمکے
کہ گویا تارے ٹوٹے آسمان کے

خوشا بلدے کی آرایش کا دفتر
دلہن نے حسن کا پہنا ہے زیور

نئے سر سے بنا ہے حیدرآباد
سجیلا خوشنما ہے حیدرآباد

عظیم الشان پُر انوار سڑکیں
برنگ کہکشاں ہموار سڑکیں

دکانیں مارکٹ بازار کیا کیا
سجے ہیں خوشنما خوش وضع زیبا

غریبوں کے بھی جاگ اٹھے مقدر
ملے رہنے کو ان کے خوشنما گھر

ہوا بھی صاف ان میں روشنی بھی
غرض ہر شئے مہیا زندگی کی

اٹھاتے ہیں خوشا وہ لطف صحت
ہزاروں دولتوں کی یہ ہے دولت

وہ دل آویز جھولوں کا ہے منظر
کہ بچے شوق سے لٹو ہیں جس پر

نی سے جھولنا ان کا وہ جھولا | یہی اک نغمہ شیریں ہے ان کا
عثماں رہیں یارب سلامت | ہے ان کو باپ سے بڑھ کر محبت
اک مارکٹ ذیشان و اعلیٰ | معظم جاہی نام اس مارکٹ کا
رت اس کی اونچی اس بلا کی | کہ زینہ ہے دکاں آسماں بھی
شان اس کی وہ ہے گرمی بازار | کہ اک عالم کا عالم ہے خریدار
رو سہ صد و ہم چہل و سوم | ہوا اس سنہ میں فرمان معظم
ظم جاہ نے پائی صدارت | مبارک ملک کو یہ شان و عظمت
صدر آرایش بلدہ کے ہیں آج | ہو سر ملک کے یہ درۃ التاج
ے آرایش میں جنت ملک سارا | ہے نور چشم عثماں صدر اعلیٰ
تی اس کی ہو یارب ہمیشہ | فروغ اسکا ہو روز و شب ہمیشہ

تعمیرات

و شا فکر سخن کا آج معمار | بنا ہے قصر معنی پہ ہے تیار
ستون و سقف کی حاجت کہاں ہے | مکان شعر و سخن کا لا مکاں ہے
بنا اس کی تخیل کی فضا میں | نشان اسکا نہیں ارض و سما میں
د کلک قصر آرا ے معانی | ہے تجھ سے نقش زیبائے معانی
ہو تعمیرات کا کچھ حال روشن | فلک تک دھوم جسکی شور افگن

بنی ہیں خوشنما زیبا عمارات
فلک سے بھی سوا اعلیٰ عمارات

بنی مسجد ہے باغ عام میں بھی
تعال اللہ لطف خاص شاہی

نماز اُس میں ادا کرتے ہیں عثماں
مسلمانوں کا حامی ظل یزداں

کتب خانہ نمایش گہ بنی ہے
ترقی یہ بھی تعمیرات کی ہے

مسافر خانے کی اونچی عمارت
ہوی قائم ملی پبلک کو راحت

محلہ کاچیگوڑے کا جہاں ہے
عظیم الشان اسٹیشن وہاں ہے

عمارت بھی کتب خانے کی ذیشاں
خوشا منظر ہے جس کا رشک بستاں

نئی تعمیر کے جلوے میں روشن
کل اضلاع دکن صوبے مزین

خصوصاً ذکر کے قابل ہے بیدر
نئی تعمیر سے تاباں ہیں منظر

شفا خانہ بنا ذیشان و برتر
یہ فیض دور عثماں ہے سراسر

جو سولہ کھم کی ہے مسجد پرانی
سلاطین سلف کی ہے نشانی

نئے سر سے ہوئی ترمیم و وسعت
ہوی اسکی دو بالا زیب و زینت

بنا ہے پل بھی نارنجے کا ذیشاں
عبور منزل آبی ہے آساں

ہے پل بھی مانجرے کا زیر تعمیر
رفاہ عام کی ہے یہ بھی تدبیر

تعال اللہ جو اس کے معتمد ہیں
فن تعمیر میں وہ مستند ہیں

فلاح ملک ان کا فرض منصب
علی کے نام سے ہیں وہ مخاطب

نئی تعمیر کا دلکش سماں ہے
دکن میں آج دور شہ جہاں ہے

تقابل کیا تناسب بھی کہاں ہے
بہم فرق زمین و آسماں ہے
مسلّم ہے کہ دورِ شہ جہاں کی
عمارت اک سے اک اونچی سی اونچی
نمایش کے مُنقّش وہ محل ہیں
بلندی برتری میں بے بدل ہیں
رفاہ عام کے اغراض سے دور
دم نظارہ آنکھیں ان سے مسرور
بنی جو دور عثماں میں عمارت
سراسر ہے مفید ملک و ملت
رہیں قائم یہ عثمانی عمارات
رہیں جبتک یہ طبقات سماوات

طبابت

نئے سر سے معانی کو جلا دے
طبیعت رنگ عیسیٰ کا دکھا دے
ہو سرعت نبض کی خامے کی حرکت
ہو ہر اک لفظ بھی اک جام صحت
حکیم کامل الفن فکر شاعر
جو ہے نباضی معنی پہ قادر
دم تحریر وہ رنگ قلم ہو
دم انفاس عیسیٰ میں نہ دم ہو
زمین شعر پہ یوں فکر برتر
مسیحا جس طرح اترے زمیں پر
خوشا محزن طبابت کا دکن ہے
شہ عثمان مسیحائے زمن ہے
شفاخانے نئے ہر جا کھلے ہیں
بہم سامان صحت کے ہوئے ہیں
طبیب کامل و حاذق مقرر
ہیں صدہا ڈاکٹر بھی نام آور
مڈیکل افسروں کا خاص عملہ
موثر جن کا ہے ہر ایک نسخہ
ہو حفظ ملک طاعون و وبا سے
یہ ہیں شام و سحر منصوبے ان کے

ترقی پر ہے طب انگریزی | قدیمی طب یونانی و مصری
یہ سب پبلک کی صحت کی ہے خاطر | یہ کل سامان راحت کی ہے خاطر
قدیمی طب یونانی کا ڈھانچا | تھا یکسر قالب بے جاں کا نقشا
نئے سر سے نئی اک روح پھونکی | دکھا دی شہ نے تاثیر مسیحی
اک انگریزی شفا خانہ بنا ہے | بلندی میں فلک سے بھی سوا ہے
وہ ادویہ شفا بخش ان کی تاثیر | مجسم تندرستی کی ہے تصویر
وہ جراحی کے آلے جانفزا ہیں | دہان زخم تک مدحت سرا ہیں
فلک منزل عمارت میں ہیں بیمار | مسیحا جن کے ہیں ہمدرد و غمخوار
عمارت آسماں سے ہے دو بالا | یہاں اتریں مطب لیکر مسیحا
وہ یونانی شفا خانے کی تعمیر | بلندی کی ہے اک سرتاپا تصویر
حکیم ایسے کہ یکتا ہے حذاقت | مٹی اب بو علی سینا کی شہرت
بنی ہے زچگی خانے کی عمارت | خواتین کی ہے جس سے حفظ صحت

یہ فیض خسرو ملک دکن ہے
زمیں پر یہ مسیحائے زمن ہے

عدالتی اصلاح و ترقی

او فکر نظم آرا وہ بیاں ہو ۔۔۔ کہ رنگ معتدل جس سے عیاں ہو

تسلسل یوں مضامیں کا ہو یکسر ۔۔۔ بہم جس طرح مصرع ہوں برابر

ہوں لفظ و معنی سنجیدہ سراپا ۔۔۔ جھکے پلہ نہ میزان سخن کا

زہے عثمانیہ دار العدالت ۔۔۔ مٹی اب عدل کسری کی بھی شہرت

ہزار و سہ صد و ہم بست و ہشتم ۔۔۔ بنا اک قصر رشک چرخ ہفتم

تعالی اللہ ایوان عدالت ۔۔۔ نمایاں جس سے ہے شان عدالت

زہے تعمیر ایوان پر اجلال ۔۔۔ لیے تکمیل گزرے چار ہی سال

ہوئے ہیں بیس لاکھ اس کے مصارف ۔۔۔ بیاں کس منہ سے ہوں اس کے معارف

تفوق اس کو ہے چرخ بریں پر ۔۔۔ نیا اک آسماں اترا زمیں پر

ہے اس کی عالم بالا میں تعظیم ۔۔۔ فلک بھی جھک گیا ہے بہر تسلیم

عدالت کا ہے وہ ایوان اعظم ۔۔۔ کہ جس کے آٹھ ارکان معظم

سمیع اللہ دانشمند فاضل ۔۔۔ جو ہے قانون میں بے مثل و کامل

یہی ہیں میر مجلس فرد یکتا ۔۔۔ عدالت کو ہے ان پہ ناز زیبا

وہ تیرہ سو [۱۳۳۹] اور انچالیس ہجری ۔۔۔ ہوا فرمان شہ اس سنہ میں جاری

وہ فرماں جس میں تنظیم عدالت کہ جس کی آج دنیا میں ہے شہرت
وہ افسر جن کی تھی مالی حکومت تھے حاصل اختیارات عدالت
پریشاں رہتی تھی اکثر رعایا نہ تھا بر وقت بھی فیصل قضایا
ہوئے ہیں جا بجا منصف مقرر عدالت کی ترقی ہے سراسر
خوش اسلوبی سے ہے حل مہمات بلا تاخیر ہے فیصل خصومات
یہ وہ ہے نظم و نسق دور عثماں کہ دنیائے سیاست ہے ثنا خواں

عقد مسعود شاہزادگان والا شان

مبارک دور ایام نکو فال ہمایوں روز مسعود و خوشا سال
خوشا ابر بہاران مسرت شگفتہ ہے گلستان مسرت
خوشی سے اک جہاں آپے سے باہر جدھر دیکھو ادھر ہے دور ساغر
گل افشاں ہے بہار انبساط آج ترانہ سنج ہے ساز نشاط آج
دلوں میں ولولے اٹھے خوشی کے اسی مے سے یہ پیمانے بھی چھلکے
زمیں پر اترے ہو وے فلک آج مبارکباد کو آئیں ملک آج
خوشی سے قاف کی پریاں بھی ناچیں خوشی کے حوریں نغمے بھی سنائیں
ہو بلبل کو وصال گل مبارک خوشا میکش کو جام مل مبارک
ہوا ہے دل ہم آغوش تمنا مبارک وصل پر جوش تمنا

ہے فیض عام عشرت کا سراسر — چلا مشرق سے مغرب تک یہ ساغر
صریر کلک ہے گلبانگ عشرت — دوات اک طبل شادی و مسرت
زمین شعر کا عالم عجب ہے — کہ بیت مثنوی بیت الطرب ہے
نہیں شرح طرب کی کوئی حد بھی — ہوئی ترکی تمام اہل سخن کی
ہزار و سہ صد و پنجاہ ہجری — مسرت خیز جسکی ہر گھڑی تھی
ہوا شہزادوں کا عقد ہمایوں — بفضل و رحمت خلاق بے چوں
ہوئی نا نس ہیں شادی نکو فال — بصد شان و شکوہ و جاہ و اجلال
زہے اقبال عثمانی کا نیر — کہ جس سے آل عثماں ہے منور
یہ عقد ازدواج نیک اختر — دکن میں اور ترکی میں سراسر
ہے اک حبل المتین اتحادی — خوشا تقریب نیک انجام شادی
در شہوار بحر حسن و خوبی — عروس نو ولی عہد دکن کی
ہے نیلوفر بہار حسن زیبا — بنا نوشہ معظم جاہ جس کا
یہ دو طے مہر تاباں سر بسر ہیں — وہ ترکی دلہنیں رشک قمر ہیں
مجید نامور سلطان ترکی — در شہوار جن کی خاص بیٹی
ہے نیلوفر سے بھی رشتہ قریبی — اسی سلطان کی ہے ہمشیر زادی
ہے سلک آصفی میں در شہوار — تصدق سلک انجم جس پہ ہر بار
ہے نیلوفر بہار روح افزا — مہک اٹھا ہے گلزار آصفی کا

محاسن خوبیوں میں دونوں یکتا　　شجاعت، علم دانش زیور اُن کا

یہ دولھے دلہنیں یارب رہیں شاد　　پھلے پھولیں بحق آل امجاد

ہزار و سہ صد و پنجاہ و دوم (۱۳۵۲)　　مبارک ہو مبارک سال خرم

چلی تائیں میں پھر بادِ بہاری　　خوشا پھر آیا دورِ کامگاری

لگے پھل پھول نخل مدعا میں　　در تاثیر ہے دست دعا میں

ہوا تائیں میں پیدا شاہزادہ　　بیا ساقی بکف نہ جام بادہ

جہاں بیخود ہو رنگ ایسا جمادے　　بہم مشرق کو مغرب سے ملادے

ولی عہد دکن کو حق نے بخشا　　مبارک شاہزادہ ماہ سیما

شہ عثمان علی خاں جد امجد　　ہوے خوش اس ولادت سے ہیں بیحد

رکھا برکت علی خاں نام مولود　　زہے نام خدا ہے نام مسعود

مخاطب ہیں مکرم جاہ سے یہ　　ہوی ہے سرفرازی شاہ سے یہ

مجیدی بادشہ ہے عرف پیارا　　نظر کا نور آنکھوں کا ہے تارا

پھلے پھولے یہ شہزادہ ہمیشہ
اب و جد کا رہے سایہ ہمیشہ

مراجعت شاہزادگانِ والا شان

مسرت کی بہار آئی دکن میں
کھنچی آئی ہے جنت اس چمن میں

خوشا دور طرب ہنگام عشرت
ہے ذرہ ذرہ مست جام عشرت

امنگیں ولولے رقصاں ہیں دل میں
مسرت کے بھرے سامان دل میں

درو دیوار سے آثار عشرت
ہے چپّہ چپّہ اک گلزار عشرت

نشاط عام سے ہے عید گھر گھر
تصدق لاکھوں عیدیں اس خوشی پر

رعایائے دکن کا ہے وہ عالم
خوشی کی ایک تصویر مجسم

مبارکباد کے ہر سمت نغمے
زمیں سے آسماں تک گونج اٹھے

مبارک روز ماہ جنوری کا
وہ سنہ انیس سو بتیس کا تھا
[۱۹۳۲ء]

تھی اس کی صبح صبح عید گویا
نشاط عام کا تھا دور دورا

اک عالم پر مسرت کا ہی عالم
یہ کس کی آئی عید خیر مقدم

ہوا خواہان دولت کے دلوں سے
ٹپکتے ہیں وفاداری کے جذبے

عقیدت سے لگا ہیں فرش پا ہیں
کروڑوں ہاتھ مصروف دعا ہیں

وہ پولس کا ہے نظم و نسق بہتر
کہ ہے شائستگی قربان جس پر

ہے اطفال مدارس کا وہ لشکر
تحیّر خیز خوشش آیند منظر

مقام نا میلی کا وہ منظر　　وہ اسیشن وہ اس کی شان برتر

وہاں پر ٹھٹ کی ٹھٹ تھی جمع خلقت　　نہ تل دھرنے جگہ اتنی تھی کثرت

خوشا صدر المہامان ریاست　　زہے جملہ بہی خواہان دولت

مشایخ سیٹھ ساہوار تجار　　غرض تھی ہر کس و ناکس کی بھرمار

وہ نظارے تھے دلکش موٹروں کے　　بروج اترے تھے گویا آسماں سے

پھر آئی اعلحضرت کی سواری　　ہوی رونق فزا باد بہاری

ادب سے سب پے تعظیم اٹھے　　حضوری میں بجا آداب لائے

صدا پھر ریل کی سیٹی کی آئی　　خوشا تازہ نوید عید لائی

دھواں دار اک دھواں انجن سے اٹھا　　جما نقشہ مسرت کی گھٹا کا

خراماں ریل اسٹیشن پہ پہنچی　　روش مستانہ تھی دلکش ادا تھی

دو نور چشم آصف کا وہ جلوا　　دو خاتون پریوش رونق افزا

وہ ریل اور اسکی رفتار خراماں　　ہوا پر آگیا تخت سلیماں

خدا کی شان کیا جلوے ہیں تاباں　　کہ دو بلقیس ہیں دو ہیں سلیماں

سواری سے جب اترے شاہزادے　　زمیں پر چاند سورج کے تھے جلوے

زباں پر سب کے جاری تھیں دعائیں　　نگاہ شوق لیتی تھی بلائیں

ہوے تخت جگر پابوس سلطاں　　اطاعت ہی سعادت کا ہی عنواں

پدر نے ان کو سینے سے لگایا　　محبت کا امڈ آیا جو دریا

ہوئے پھر وہ مشائخ سے ملاقی — بحکم شہ کی ان سے دست بوسی
مسرت خیز وہ ہرّوں کے نعرے — کہ گونج اٹھے فلک کے سات طبقے
کی اس موقع پہ وہ شاہانہ تقریر — مسرت کی مجسم تھی جو تصویر
رعایا کا وہ اظہار عقیدت — وفاداری اور انکا جوش الفت
پسند خاطر اقدس جو ٹھیرا — ہوا سرکار کا ارشاد والا
میں دل سے قدر کرتا ہوں تمھاری — ہے قابل داد کے یہ جاں نثاری
وفادار اور عقیدت مند دل سے — رہو ہر وقت تاج آصفی کے
کروڑوں انکھیں تھیں مشتاق دیدار — وہ شہزادوں کا تھا نور ضیا بار
ہوئے موٹر میں دونوں جلوہ افزا — قراں تھا برج میں شمس و قمر کا
تھیں زینت بخش موٹر در شہوار — نچھاور سلک پروین پر انوار
وہ نیلوفر وہ موٹر کی سواری — تصدق نکہت باد بہاری
سواری انکی گذری جب بصد شان — رعایائے دکن کے نکلے ارماں
عروس نو بنا تھا حیدرآباد — سجیلا خوشنما فرخندہ بنیاد
یہ کر و فر یہ رونق دھوم ساری — مسلسل تین گھنٹوں تک تھی جاری
خوشا چاروں بصد اجلال و حشمت — ہوئے زینت فزائے قصر عشرت
جدھر دیکھو ادھر اک نور پھیلا — دکن تھا بقعۂ انوار گویا
چراغان کا وہ عالم ضو فشاں تھا — شب تاریک پر دن کا گماں تھا

وہ برقی روشنی کے قمقمے تھے
فلک سے ٹوٹ کر تارے گرے تھے

پھر اس موقع پر اک شاہی ضیافت
ہوئی تھی منعقد با شان و شوکت

رزیڈنٹ اس میں اور ارکان دولت
وہ تھی بزم ضیافت بزم عشرت

عدیم المثل ہے یہ کارنامہ
کہ جس کی شرح میں قاصر ہے خامہ

زہے تقریب شادی کی خوشا دور
ہے تاریخ دکن میں یہ نیا دور

شاہزادگان والا شان مکہ مسجد میں

وہ دن جمعے کا عید اسلامیوں کی
سعادت خیز اک عید طرب تھی

خوشا برکات روحانی کے آثار
نزول رحمت باری کے انوار

دکن کی مکہ مسجد ہے جو مشہور
زمیں پر رشک بخش بیت معمور

در و دیوار سے آثار قدسی
جدھر دیکھو اُدھر رحمت خدا کی

مصلی جمع تھے لاکھوں وہاں پر
ستارے جس طرح ہیں آسماں پر

صفوں سے نور کا جلوہ تھا پیدا
فرشتوں کی صفیں اتری تھیں گویا

ہوا ظل خدا مسجد میں داخل
خدا کی رحمتیں ہیں جس پہ نازل

خوشا این بارگاہ بے نیاز است
بیک صف شاہ محمود و ایاز است

تھے دونوں شاہزادے شہ کے ہمراہ
وہ ان کا حسن وہ شان اللہ اللہ

نماز جمعہ سے پائی فراغت — ادا جب ہو چکا فرض عبادت
ہوا شہزادوں کو ارشاد سلطاں — ہے واجب آج تم پہ شکر یزداں
کرو سجدہ ادا شکر خدا کا — وہی ہے مستحق شکر و ثنا کا
خدا کی بارگہ میں سر جھکا کر — کیا شکر خدا اللہ اکبر
جھکی مسجد میں پھر شہ کی جبیں بھی — کہ لرزاں جس سے تھا عرش بریں بھی
رہا خلقت پہ اک رقت کا عالم — سراپا بیخودی حیرت کا عالم
وہ تکبیروں کے نعرے گونج اٹھے — نمایاں شوکت اسلام جس سے
ہوے واپس یہ شہزادے یہ سلطاں — عبادت گہ سے سوئے قصر ذیشاں

فوج

سر قرطاس اڑا پرچم قلم کا — بندھا فوج مضامیں کا بھی تانتا
صف الفاظ ہو زیر و زبر گر — تہہ و بالا معانی کا ہو کشور
معانی کا بندھے وہ سلسلہ آج — زمین شعر ہو میدان افواج
مضامیں کی بھی کثرت رنگ لائی — غل اٹھا فوج آئی فوج آئی
صریر کلک کا اک شور اٹھا — بگل بجنے لگا فتح و ظفر کا
وہ فوج آصفی کا جاہ و اجلال — ظفر پیکر علم ہے جس کا اقبال
ہے نصر اللہ نشاں فوج سلطاں — دم پیکار برق قہر یزداں

وہ جنگی ساز و ساماں ہے غضب کا
فلک دہشت سے تھر تھر کانپ اٹھا

وہ ہے باقاعدہ فوج منظفر
الٹ دے صف حریفوں کی سراسر

دکن امپیریل سرویس مشہور
جری دل کی بہادر فوج منصور

ہوی ہے جنگ یورپ میں بھی شرکت
فنون حرب میں ہے جسکی شہرت

ہے کنٹنجنٹ اک باقاعدہ فوج
دکن کی یہ بھی ہے فوج ظفر موج

مسلم جسکی دنیا میں شجاعت
فریضہ جس کا برٹش کی حمایت

ہے نظم جمعیت بھی فوج شاہی
فدائے ملک جس کا ہر سپاہی

ہے فوج شہ پہ فضل حق تعالی
و انزلنا جنوداً لم تروھا

بڑھا ہے فوج کا اعزاز شاہی
دھنی قسمت کا جس کا ہر سپاہی

وہ اس کا دبدبہ وہ طنطنہ ہے
فلک تک شور افگن غلغلہ ہے

ہزار و سہ صد و پنجاہ و سوم (١٣٥٣)
خوشا اس سنہ میں ہے اک فتح اعظم

تعال اللہ فوج آصفی کا
سپہ سالار اعظم جاہ والا

جو وارث آج تخت و تاج کا ہے
وہی اس فوج کا حامی بنا ہے

ولی عہد دکن ہے میر لشکر
ہے شور تہنیت تا چرخ اخضر

فلک کے توپ خانے سے اتاریں
سلامی فوج انجم کی قطاریں

سپہ سالار و فوج آصفی پر
ہوں دائم شاہ عثماں سایہ گستر

استرداد رقبہ رزیڈنسی

رزیڈنسی کا ہے کچھ مختصر حال
نمایاں جس سے تاریخی خط و خال

رزیڈنٹ دکن ہالینڈ پہلا
اک عرصے تک وکیل اسکا لقب تھا

جہاں تک جانشیں گذرے ہیں اسکے
وکیل انکا لقب ممتاز اس سے

یہی تھا ان کا نصب العین ہر دم
کہ ہو برٹش دکن میں ربط باہم

شہ آصف کی تھیں ان پر عنایات
ہوے ان کو عطا منصب خطابات

دلاور جنگ خطاب جان کیناوے
یہ عالی شان وکیل سومیں تھے

کرک پیٹرک وکیل چارمیں تھا
خطاب اس نے بھی حشمت جنگ پایا

ہوئے جب چوتھے آصف تخت آرا
رزیڈنٹ ہو گیا پھر نام ان کا

اقامت گہ نہ تھی کچھ خاص انکی
ٹھہرنے کو نہیں تھی خاص کوٹھی

کرک پیٹرک کو از راہ عنایت
دی آصف جاہ ثانی نے اجازت

رزیڈنسی اقامت گاہ ٹھیری
اک عرصے تک تھی بود و باش انکی

بنی پھر اک حصار مستحکم
اٹھا جب غدر کا اک شور پیہم

قریب اسکے جو تھے آباد رقبے
رزیڈنسی سے وہ بھی نامزد تھے

وہ بازار اور محلے کل سراسر
رزیڈنٹ ہی کی نگرانی تھی ان پر

جو سن انیس سو سینتیس آیا ۔۔۔ پیام ابتہاج انگیز لایا
وہ مے کی چودھویں اتوار کا روز ۔۔۔ کہ جس کا لمحہ لمحہ عشرت اندوز
رزیڈنسی پہ عثماں کا ہے قبضہ ۔۔۔ پرستان پر سلیماں کا ہے قبضہ
اس استرداد سے ہے ملک شاداں ۔۔۔ جدھر دیکھو اُدھر عشرت کا ساماں
وہ برٹش اور دکن کی یہ ریاست ۔۔۔ قدیمی جن میں ہے اک ربط الفت
اس استرداد نے رشتہ بڑھایا ۔۔۔ وداد و اتحاد باہمی کا
یہ ہے اک یادگار دور عثماں ۔۔۔ ہے تاریخ دکن بھی جس پہ نازاں

کوتوالی بلدہ و اضلاع و محالس

سکوں ہو ملک میں امن و اماں ہو ۔۔۔ نہ بھولے سے بھی خوف مال و جاں ہو
سیاست کی دلوں میں دھاک بیٹھے ۔۔۔ کسی صورت سے فتنہ تک نہ اٹھے
بنے دم پر نہ اپنا مال کھوئیں ۔۔۔ خوشی سے گھر میں میٹھی نیند سوئیں
وہی تو ملک ہے دنیا کی جنت ۔۔۔ سکوں ہو چین ہو آرام و راحت
جہاں امن و اماں ہو جائے مفقود ۔۔۔ وہاں دھن بھی اگر برسے تو بے سود
یہ عثمانی سیاست کی ہے برکت ۔۔۔ جدھر دیکھو اُدھر آثار رحمت
خوشا بلدے کی پولس ہے وہ جرار ۔۔۔ کہ جس کے رعب سے ملزم گرفتار

وہ اودی اودی پہنے وردیاں ہیں — گھٹائیں اودی زیر آسماں ہیں
وہ تا دیبی عصا ہاتھوں میں انکے — نظر آتے ہیں خط کہکشاں سے
دورویہ صف بصف استادہ سب ہیں — حمایت کے لئے آمادہ سب ہیں
حفاظت مال و جان کی کام ان کا — فریضہ یہ ہے صبح و شام ان کا
وسیع آباد رقبہ ہے دکن کا — لگا ہے جس میں اک خلقت کا تانتا
عرب ایران یورپ ہند ترکی — یہاں ہر ملک کی خلقت ہے بستی
کچھ ان کا انتظام آسان نہیں ہے — جو سر ہو سہل وہ میداں نہیں ہے
بہت سی مشکلیں ہیں ان کو حائل — یہ طے کرتے ہیں ہر خطرے کی منزل
ہے ان سے انسداد فتنہ و شر — خوشا امن و اماں ہی ان سے گھر گھر
ہے نظم و نسق ان کا قابل داد — بنا گلزار راحت حیدرآباد
ہے اس پولس کا نظم و نسق بہتر — تمدن یافتہ ملکوں سے بڑھ کر
ہیں رحمت یار جنگ نیک اختر — فروغ ان سے ہے پولس کو سراسر
خوشا یہ شحنۂ ملک دکن ہیں — سیاست میں جو مشہور زمن ہیں
یہ دور شاہ عثماں کی ہے برکت — کہ رحمت ہے سراپا ذات رحمت
خوشا وہ پولس اضلاع سرکار — حصار امن و راحت ہے نمودار
ہوی فتنے کی حد بندی کچھ ایسی — کہ اُسنے راہ لی ملک عدم کی
کوئی نیت سے چوری کے گر آئے — متاع زندگی آپ اپنی لوٹے

یہاں اُٹھتے نہیں بیرونی فتنے
پروپگنڈے بھی ناکام ٹھیرے
خوشا پولس کے بالنس صدِ ناظم
سرشتہ جس پہ نازاں یہ وہ حاکم
مسلم ان کی علمی قابلیت
ہے اردو فارسی میں بھی مہارت
عدیم المثل حسنِ نظم ان کا
حصارِ عافیت میں ہے رعایا
محابس کا یہی ہے اصل منشا
سزا پائے جو موردِ ہو خطا کا
محابس کے ہیں معقول انتظامات
اسیروں کی ہوئیں شائستہ عادات
محابس ہیں یہاں تادیب خانے
یہاں مجرم بنے اخلاق والے
ہے تادیب اور اصلاحِ خطا بھی
سزا کے ساتھ ملتی ہے جزا بھی

ٹپہ اور سکہ

سلاطین ہیں جو خود مختار حاکم
ہے نظمِ سلک جن کے دم سے قائم
خصوصیات شاہی ٹپہ سکہ
بلند ان سے حکومت کا ہے پایہ
وہ دورِ مغلیہ کی حکمرانی
رہی ہے جس میں شاہی ڈاک جاری
تھے اس سے مستفید اربابِ دولت
تھے اس سے بہرہ مند اہلِ تجارت
جو اجرت انکی تھی حد سے گراں تھی
غریبوں کی نہیں تھی دال گلتی
کروڑی اور بنجاروں کے تانڈے
یہی وہ ہند کے ٹپہ رساں تھے
گزر پرخار صحرا میں تھا ان کا
کٹھن منزل کاٹے کرتے تھے رستا

انھیں پر منحصر تھا نقل ساماں — یہی ٹپہ رسانی کے تھے شایاں

کیا برٹش نے اک اسٹامپ ایجاد — نئی ٹپہ رسانی کی یہ بنیاد

دکن میں پھر رواج اس کا ہوا ہے — خوش اسلوبی سے رنگ اسکا جما ہے

دکن کی سب سے برتر شان و عظمت — نہیں ہمسر کوئی دیسی حکومت

اسی کے واسطے ہے خاص ٹپہ — خصوصیت سے رائج اسکا سکہ

دکن میں ڈاک خانہ جا بجا ہے — مسلسل جال اسکا بچھ گیا ہے

دکن کا ضلع ہو صوبہ کہ قصبہ — جدھر دیکھو اُدھر جاری ہے ٹپہ

منی آڈر بھی بھنگی پارسل بھی — خوشا بے کھٹکے گھر بیٹھے ہی پہنچی

سیونگ بنک اسی ہے اک شاخ قائم — ثمرور ہے رعیت جس سے دائم

خزانہ یہ رعیت کی رقم کا — نہیں اتلاف کا بھولے سے کھٹکا

یہ کام آتی ہے ہنگام ضرورت — نہیں پڑتی ہے پھر قرضے کی حاجت

ہے اقلیم سخن پر میرا قبضہ — کہ جس میں فکر کا چلتا ہے سکہ

ہے نقش سکۂ معنی بلا کا — طبیعت بھی ہے دارالضرب گویا

قلم سے اس طرح مضمون نکلے — مشین سے جیسے سکے سیم و زر کے

وہ سکہ نام آصف جیسہ تاباں — ہے رشک خاتم دست سلیماں

حکومت کی نشانی ہے یہ سکہ — کلید کامرانی ہے یہ سکہ

اسی سکے سے ہے فرمانروائی — اسی سکے سے ہے مشکلکشائی

تھا فصلی بارہ سو پینسٹھ ۱۲۶۵ ف کا وہ سال ہوئی اس سنہ میں قائم ایک ٹکسال
زیادہ مانگ جب سکوں کی ٹھیری تو پھر اس کام میں وقت سوا تھی
جب آیا تیرہ سو دو ۱۳۰۲ ف سال فصلی مشین اک اور بھی تنصیب پائی
بنا سکہ نیا نام اس کا چرخی نہ تھی مقبولیت پبلک میں اسکی
خوشا سنہ تیرہ سو بارہ ۱۳۱۲ ف کا فصلی نئے سکے کی پھر ایجاد ٹھیری
نمایاں ایک رخ سے چار مینار ہے جس کی خوشنمائی زیب انظار
تھا کندہ اس پہ حرف میم محبوب تھا خاص و عام کو سکہ یہ مرغوب
ہوئے جب مسند آرا شاہ عثماں کہ جس کے در کا ہے اقبال درباں
ہوی منقوش اس پر عین عثماں یہ ہے عین عملداری سلطاں
ہوی پھر اشرفی میں بھی یہ تبدیل سراپا روپے کی سی ہے تشکیل
فقط شکل و حرف اسکی جدا ہے یہی اک فرق دونوں میں سوا ہے
طلائی اشرفی نیم اشرفی ہے سدس بھی ربع بھی زر سے بنی ہے
اٹھنی بھی چونی روپیہ بھی انہیں میں ایک چاندی کی دوانی
بنی ہے خاص نکل سے اکنی مسی سکہ ہے پیسہ اور دھیلی
بڑا پیسہ ہے نیم آنہ اسی کا ہے ان چاروں پہ جاری ٹکا سکہ
کرنسی نوٹ بھی ان کے سوا ہیں جدا رنگت ہے ان کی خوشنما ہیں
ہزار اور سو کا ہے دس پانچ کا ہے مگر رنگ ان کا اک اک سے جدا ہے

ہیں دیدہ زیب و دلکش ان کے جلوے — نہیں یورپ کے ملکوں میں بھی ایسے

شہ عثمان رہے یارب سلامت

رہے یہ سکہ ٹپہ تا قیامت

مسئلہ برار

برار اک ہے عظیم الشان صوبہ — ہے ملک ہند کا زرخیز خطہ

ہے اس صوبے کا رقبہ بھی فزوں تر — ہے اکثر ہند کے ملکوں سے بڑھ کر

ہے سی پنج[۳۵] لک مردم شماری — قریبًا دو کروڑ آمد ہے اسکی

دکن کا حکمراں ہے اسکا والی — تھا اسپہ قبضہ سرکار عالی

ہوا تفویض برٹش کے یہ صوبہ — کہ پورا فوج کا ہو اس سے قرضہ

عملداری تھی جب برطانیہ کی — تھا سنہ اٹھارہ سو ترپن[۱۸۵۳] مسیحی

تھی شہ کو فکر استرداد اسکی — تھی کوشش ابتدا سے اسکی جاری

پڑی باب حکومت کی جو بنیاد — ہوا سرکار اقدس کا یہ ارشاد

پسندیدہ ہے کونسل کی وہ خدمت — کہ جس سے خوش ہو برٹش کی حکومت

قدیمی دوستانہ ہیں روابط — جو ان کے وہ ہمارے ہیں ضوابط

جو کل تک بات تھی وہ آج باقی — وہی ساغر وہی مئے اور ساقی

جب ایسا اتحاد باہمی ہو — تو پھر اثبات حق میں کیوں کمی ہو

برار اک جزو لاینفک دکن کا — ہے اک سر سبز خطہ اس چمن کا

ہے اسکی واپسی کا مسئلہ صاف — تردد اور الجھن سے ہے شفاف

مجھے اب انتظار اسبات کا ہے — کہ کیا کونسل کا اس میں مشورا ہے

وہ یورپ کی عظیم الشان لڑائی — مصیبت جس نے اک عالم پہ ڈھائی

ہوئی برٹش کی جب اس سے فراغت — تو پھر نازل ہوئی اک اور آفت

خلافت اور وہ ترک موالات — تھے ہندستاں کے شورش خیز حالات

رہے شاہ دکن برٹش کے حامی — کھلی تھی میان سے تلواران کی

سکون و امن کی پھر لہر آئی — مسرت کی گھٹا برٹش پہ چھائی

لکھا شاہ دکن نے ایک مکتوب — تھا اس صوبے کا استردا د مطلوب

وضاحت سے دعاوی مندرج تھے — شہادت کی تھیں مثلیں ساتھ اسکے

یہ خط تھا ویسرائے ہند کے نام — ہے ریڈنگ نام فرخ نیک فرجام

بسال نوزدہ صد[۱۹۲۳] بست وسوم — رقم گردید ایں مکتوب اعظم

اشاعت ہو چکی ہے عام اسکی — نہیں پبلک پہ کوئی راز مخفی

پھر اسکے بعد بھی اس مسئلے نے — منازل بھی کئے ہیں مختلف سطے

خوشا انیس سو تینتیس[۱۹۳۳] کا سال — کہ جبکی ہر گھڑی تھی خوشتریں فال

ولنگڈن ویسرا ہندستان کا — ہوا ملک دکن میں رونق افزا

ہوئی تھی منعقد شاہی ضیافت — تھی اس میں ویسرا کی خاص شرکت

زبان دُر فشاں ویسرا سے | خوشا ہاتھ آئے گوہر مدعا کے
وہ اطمینان بخش اعلان ان کا | تھا حل اس عقدہ مشکل کا گویا
تعال اللہ یہ ہے اقبال عثماں | کہ جس کے ہاتھ ہے نصرت کا میداں
ہے سر پہ شہ کے چتر فضل رحماں | جلو میں انکے ہے تائید یزداں
ہے زیر پرچم آصف برار آج | دکن میں ہو گیا اسکا شمار آج
پرنس سچے ہیں اعظم جاہ والا | تعال اللہ فضل حق تعالی
نمایندہ جو کوئی اس کا ہوگا | وہ ہوگا حسب حکم شاہ والا
مقرر ہوگا جو اس کا گورنر | ہے نذر شہ کا اس کو فخر برتر
یہ ہے اک شاہ کار دور عثماں | رہے گا مہر تاباں سایہ تاباں

نصیب شاہ باد اکامگاری
الٰہی کام سلطاں را براری

امداد باہمی

ترقی کا ہے گر سرمایہ داری | اسی سے ملک کی ہے آبیاری
معیشت کا اسی سے ہے اجالا | تمدن کا اسی سے بول بالا
تجارت صنعت و حرفت زراعت | ہر اک دولت بھی ہے اسکے بدولت
تعاون فطرت انساں کا دستور | ہے انسانی طبیعت جسپہ مجبور

سفر شاہانہ دہلی و رام پور و لکھنو

١٣٥٢

خوشا سنہ تیرہ سو باون کا ہجری　　گئے اس سنہ میں سلطان سوئے دہلی

نہایت پرخطر ہنگام یہ تھا　　کل ہندستاں میں اک محشر تھا برپا

جری دل کا ہے شیرانہ جگر ہے　　کہ اس موقع پہ بھی عزم سفر ہے

قدم رکھے جہاں یہ شاہ خوشخو　　ظفر بھی چوم لے بڑھکر قدم کو

خدا حافظ کی گونج اٹھی صدائیں　　جلو میں تھیں رعایا کی دعائیں

دعا لیے ساختہ ہر لب پہ آئی　　سلامت تو روی و باز آئی

بصد جاہ و حشم شہ کی سواری　　ہوئی رونق فزائے شہر دہلی

وہ مغلیہ سلاطین سلف کا　　مرقع شہر دہلی میں کھنچا تھا

تھی شان اکبری کی شان پیدا　　جما نقشہ شکوہ بابری کا

معظم اور اعظم شہ کے ہمراہ　　وہ شان خسروانہ اللہ اللہ

جو دہلی میں بصد توقیر آئے　　مچی اک دھوم عالمگیر آئے

نگاہ شوق کے ٹھٹ لگ گئے تھے　　ادب سے ٹکٹکی باندھے ہوئے تھے

تعال اللہ وہ ایوان شاہی　　کہ شہ کی اس میں ہے رونق فروزی

درخشاں پرچم آصف تھا اس پر　　برنگ رایت خورشید انور

وہ سج دھج اس کی وہ رنگیں جلوا ۔۔۔ فلک جھک جھک کے جس کو دیکھتا تھا
مسرت سے محبت سے بصد شاں ۔۔۔ ملے ہیں ویسرائے سے شاہ عثماں
پھر آئے قصر شہ میں ویسرا بھی ۔۔۔ کی رسم بازدید شاہ پوری
کی شہ کی ویسرائے اک ضیافت ۔۔۔ ہوی پھر شہ کی جانب سے بھی دعوت
تکلف سے بھری تھی ہر ضیافت ۔۔۔ مگر تھا بے تکلف ربط الفت
خوشا دور قیام شاہ والا ۔۔۔ طرب انگیز دہلی کا سماں تھا
عظیم الشان ورود شاہ برتر ۔۔۔ ہوا دہلی کا تاباں جس سے اختر
بنا پھر رام پور اک باغ عشرت ۔۔۔ ہوے شہ جلوہ گر باشان و شوکت
نواب رام پور ارکان ذیشاں ۔۔۔ وہاں تھے بہر استقبال سلطاں
خوشا آراستہ تھا شہر سارا ۔۔۔ سراسر باغ جنت کا نظارا
زمین رام پور اک آسماں ہے ۔۔۔ کہ مہمان عظیم الشان وہاں ہے
جدھر دیکھو ادھر انبوہ خلقت ۔۔۔ وہ شوق دید وہ جوش عقیدت
بہار گلشن امید آئی ۔۔۔ کہ گویا ایک عید العید آئی
ادھر دور شراب ۔ شادمانی ۔۔۔ ادھر ساز طرب کی نغمہ خوانی
صدائیں خیر مقدم کی فضا میں ۔۔۔ چھڑا ہے ساز امواج ہوا میں
تھا برقی روشنی سے شہر معمور ۔۔۔ بنا تھا رام پور اک بقعہ نور
زمیں سے آسماں تک تھا اجالا ۔۔۔ نہ تھا گنبد فلک کا شب کو کالا

خوشا اجلال شاہانہ سے شہ کا — جلوس میمنت مانوس نکلا
تھے شاہانہ لوازم سب مہیا — سپاہی۔ فوج۔ گھوڑے ہاتھی جھنڈا
جلوس اس شان کا اس ٹھاٹ کا تھا — کھنچا نقشہ سلاطین سلف کا
زہے وہ خاص باغ ایوان شاہی — ہوے رونق فزا ظل الٰہی
تھے اس اعزاز پر نواب نازاں — ملا ہے فخر مہمانی سلطاں
ہوی شایان شان شہ کی ضیافت — عدیم المثل تھا سامان دعوت
خوشا حکام اور اشراف شاہی — ہوی انکی بہت کچھ سربراہی
تھے جتنے حیدرآباد ی ہاں پر — بہت خوش تھے فراغت تھی میسر
ملے الوان نعمت ان کو کیا کیا — کہ لطف ذائقہ حد سے سوا تھا
کہیں خوان جلیل اس کو تو زیبا — ہوا نازل فلک سے خوان سلوی
دی اس موقع پہ اک اسپیچ شہ نے — مسرت کے نمایاں جس سے جلوے
کیا پھر شکر ادا نواب نے بھی — کہا یہ شہ کی ہے ذرہ نوازی
مچی اک دھوم رونق ہر جگہ تھی — تھی جبتک شاہ کی رونق فروزی
گئی پھر لکھنؤ شہ کی سواری — بصد شان و شکوہ تاجداری
ہجوم خلق تھا چاروں طرف سے — کھڑے تھے منتظر دیدار شہ کے
ہوے جب جلوہ فرما شاہ والا — چمک اٹھا ستارہ لکھنؤ کا
وہ ندوہ اور وہ قیصر فرنگی — زہے وہ درسگاہ واتخطین بھی

یہ ہیں علمی ادارے لکھنؤ کے — نظر سے شاہ علم و فن کی گزرے

مبارک ہو ورود شاہ والا — بڑھا اعزاز اور انکا دو بالا

سفر سے شہ بصد اقبال و نصرت — ہوے عازم سوے دارالحکومت

رعایائے دکن بے تاب و مضطر — کہ دیکھیں شاہ کا دیدار انور

شہ خاور ادھر مشرق سے نکلا — ادھر مہر دکن کا نور چمکا

ہوی جب آمد سیلون شاہی — مچی اک دھوم مہ سے تا بماہی

ادھر حکام اُودھر ارکان دولت — جدھر دیکھو ادھر شہ کی رعیت

خوشی سے سب نہ جامے میں سمائے — یہ تھا ورد زباں سرکار آئے

ورود موکب اجلال شاہی — ہوا رونق فزائے کنگ کوٹھی

ہوا آراستہ پھر شہر سارا — کھنچا باغ ارم کا ایک نقشہ

زمیں سے آسماں تک نور ہی نور — تھا چپہ چپہ رشک جلوۂ طور

وہ برقی قمقموں کی ضوفشانی — فدا جس پر نجوم آسمانی

فضائے نور میں عالم بسا تھا — گمان نورانیوں کا ہو رہا تھا

دکن میں روشنی حد سے سوا تھی — شب تاریک گویا بے پتا تھی

رہے گا یاد یہہ پر نور منظر — رہیں جبتک فلک پر روشن اختر

وہ آرایش وہ زیبایش وہ زینت — بنا قصر عدالت باغ جنت

پھریرے لہلہاتے تھے ہوا میں — خوشی سے مست مستانہ فضا میں

بتقریب ورود شاہ عثماں — عدالت [illegible]

ترنم خیز موج رود موسی | تھی محو رقص چال آب رواں کی
ادھر تھے میر مجلس اور ارکان | ادھر اک مجمع حکام ذیشان
ورود شاہ کے سب منتظر تھے | بنے فرش قدم آنکھیں ادب سے
ہوے رونق فزا سلطان عادل | بصد جاہ و شکوہ و شان کامل
ہو جب تک عدل کا دنیا میں چرچا | بجیگا اس ورود شہ کا ڈنکا

سفر شاہا دہلی اور علیگڈھ

خوشا دہلی کا پھر چمکا ستارا | دوبارہ عزم شاہی ہے سفر کا
زہے انیس سو چھتیس کا سال | خجستہ دور کا سال نکو فال
نویں تھی مارچ کی دوشنبے کا روز | ہوے دہلی میں سلطان جلوہ افروز
چلیں توپیں ہوا اعلان آمد | نمایاں دھوم سے تھی شان آمد
ہجوم خلق تھا چاروں طرف سے | وہ سب گرویدہ تھے دیدار شہ کے
ولنگڈن سے ہوی شہ کی ملاقات | ہوئیں تازہ محبت کی روایات
نواب رامپور اور راجگاں سے | جو بیکانیر بہاولپور کے تھے
ملاقات ان سے کی شاہ دکن نے | مسرت سے خلوص آمیز دل سے
مشائخ بھی ہوئے شہ سے ملاقی | ہوی ہے عالموں کی باریابی

وہ جامع مسجد ذیشان دہلی
نشانی ہے جو دور شہ جہاں کی

پڑھی اس میں نماز جمعہ شہ نے
درخشاں شان اسلامی تھی جس سے

ہجوم خلق وہ اللہ اکبر
خدا کے گھر جو آیا ظل داور

وہ محویت کا عالم تھا سراسر
کہ سب کے سب ہوئے آپے سے باہر

فزوں حد سے تھا شوق دید سلطاں
یہ جرأت تھی خلاف شان شاہاں

جمال شہ کے پروانے بنے تھے
نہ رک سکتے تھے انداز تپش سے

جمال شاہ کے مے نوش تھے وہ
کہاں کا ہوش تھا بے ہوش تھے وہ

طبیب نامور انوار احمد
جو شہر دہلی کی ہیں فرد امجد

رچی شادی تھی انکے لڑکیوں کی
تعالی اللہ قسمت ان کی چمکی

ہوئے رونق فزا سلطان ذیجاہ
ملا اعزاز شاہی اللہ اللہ

خوشا یہ شہ کی ہے بندہ نوازی
زہے شاہانہ ہے یہ سرفرازی

یہ حسن خُلق شاہی کے ہیں جلوے
برنگ مہر جو دنیا پہ چمکے

زہے انوار روحانی کا مظہر
شہ ذیجاہ کا ہے قلب انور

یہ متوالا ولائے پنجتن کا
حسینؑ احمدؐ علیؑ زہرا حسن کا

ہے اک قلبی عقیدت اولیا سے
ارادت خاص مردان خدا سے

ہوئے حاضر مزار اولیا پر
عقیدت سے ادب سے شاہ برتر

کی قطب الدین کاکی کی زیارت
جو ہے سرچشمۂ انوار رحمت

نظام الدین کی درگاہ پر نور | فیوض و رحمت و برکت سے معمور
زیارت کے لئے حاضر ہوے شاہ | زہے حسن عقیدت اللہ اللہ
وہ مسجد خاص جو درگاہ کی تھی | ہوی اس میں نماز جمعہ شہ کی
مصلّی تھے وہ کثرت سے یہاں پر | نہیں جن کا شمار اللہ اکبر
مودب بارگاہ کبریا میں | سراپا محو تھے شکر خدا میں
خدا کے گھر میں ہے رحمت خدا کی | مسلمانو! خلافت ہے خدا کی
تھے صف بستہ مصلّی سب ادب سے | عیاں آثار حسن نظم کے تھے
یہ حسن نظم تھا خواجہ حسن کا | نظامی کے لقب سے جن کا شہرا
مسلمانوں کے جان و دل سے حامی | زہے خواجہ حسن صاحب نظامی
کی مسجد میں کسی نے مدح سلطاں | ہوا یہ ناگوار طبع عثماں
ہوا اس وقت یہ ارشاد عالی | کہ بے موقع ہے یہ مدحت سرائی

خدا کی حمد ہو نعت نبی ہو
مناسب ہے کہ مسجد میں یہی ہو

زہے آداب مسجد کو سکھایا | اک اسلامی سبق شہ نے پڑھایا
مبارک مارچ کی بائیسویں ہے | خوشا رشک بہار فرودین ہے
ورود موکب اجلال شہ کی | علی گڈھ میں ہوی رونق فروزی
سپہر اوج پر چمکا علی گڈھ | بنا خورشید سرتاپا علی گڈھ

علی گڈھ کا بہاروں پر ہے گلشن
بھرا گلہائے علم و فن سے دامن

قدوم میمنت افزائے سلطاں
بہار گلشن امیدواراں

وہ بالا شان اس کے جامعہ کی
فدا اس اوج پر ہے آسماں بھی

ہے رونق بخش سلطان العلوم آج
کمال و دانش و فن کی ہے معراج

ضیاء الدین وائس چانسلر کا
سپہر اوج پر چمکا ستارا

ورود شہ کا ہے یہ خاص اعزاز
ہوا جس سے علیگڈھ آج ممتاز

زہے قسمت ورود شاہ عثماں
ہے جس پر ہند کی تاریخ نازاں

جلوس شاہ اسٹیشن سے نکلا
بصد شان جامعہ کی سمت آیا

جلوس ایسے کئی نکلے یہاں پر
پر اس کا کر و فر تھا سب سے بڑھکر

نیا اک آفتاب نور افزا
افق پر مرکز قومی کے چمکا

خوشا وہ فیض گیٹ اور اس کا منظر
تھا استادہ اک استقبالی لشکر

پھر آئے آسمان منزل میں سلطان
برنگ آفتاب نور افشاں

ہوئے زینت وہ کرسی زریں
بصد شان و شکوہ و جاہ و تمکین

یہ پہلا مشرقی شاہانہ دربار
علیگڈھ کی زمیں پر تھا ضیا بار

پڑھا اڈریس وائس چانسلر نے
سپاس خیر مقدم میں ادب سے

ہوا ارشاد شاہ علم پرور
کہ برسے دانش و حکمت کے گوہر

وہ محویت کا محفل پر سماں تھا
کہ اک حیرت کا ٹوٹا آسماں تھا

تھا خطبہ شاہ کا جانِ فصاحت — عیاں ہر لفظ سے شانِ بلاغت

کیا علمی مسائل شاہ نے حل — کہ جس کا فقرہ فقرہ تھا مدلل

وہ خطبہ تھا کہ خضرِ رہنما تھا — بصیرت کا چراغ پُر ضیا تھا

خوشا پھر لہر اک دوڑی خوشی کی — صدائے خیر مقدم گونج اٹھی

ولنگڈن ویسرا تشریف لائے — یہ مہمان عظیم الشان آئے

ادھر شاہ دکن رونق فزا ہیں — اُدھر یہ ویسرا جلوہ نما ہیں

علی گڈھ میں لگے ہیں چار چاند آج — سپہر اوج پر ہے اسکی معراج

یہاں ہیں دو گرامی قدر مہماں — ہے تاریخ علیگڈھ جس پہ نازاں

خوشا دست مبارک چانسلر کا — کہ جس سے رسم علمی جلوہ افزا

ولنگڈن کو ملا اعزاز علمی — ملی سلطان سے ال ال ڈی کی ڈگری

تحیر خیز یہ علمی سماں تھا — بنا تصویر حیرت جو وہاں تھا

سفر سے شاہ منصور و مظفر
ہوئے تخت دکن پر جلوہ گستر

محکمہ لاسلکی نشرگاہ

صریر کلک ریڈیو کی صدا ہے
کہ جس کا شور نغمہ جا بجا ہے

دماغ اک نشرگاہ فکر معنیٰ
قلم آلہ ہے لاسلکی کا گویا

وہ پر معنی صدائیں ہیں قلم کی
کہ جن میں ہے بقا کی جلوہ ریزی

ہے ریڈیو کی صدا فردوس گوش آج
ہیں اس صنعت سے دنگ ارباب ہوش آج

جہاں کانوں میں گونجے اسکے نغمے
جما پھر رنگ ان کا چند لمحے

تحیر خیز ریڈیو ہے قلم کا
صدا کا جسکی برسوں تک ہے چرچا

یہ لاسلکی کی ہے بنیاد اصلی
وہ ہے اک موج مقناطیسی برقی

یہ ہے اک اختراع دور حاضر
نہ قبل از شصت سال اس سے تھے ماہر

خوشا "مکسول" نے بنیاد ڈالی
نہ پائی اس نے مہلت موت آئی

تھی "ہرٹز" کے مقدر میں یہ صنعت
ہوی اس پہ عیاں اسکی حقیقت

"سر اولیور لاج" کی بھی کوششوں نے
کئے پیدا ترقی کے ذریعے

ہے اس ایجاد کی اک دھوم گھر گھر
ترانے جسکے گونجے اک جہاں پر

عدیم المثل یہ پیغامبر ہے
تفوق جس کو باد و برق پر ہے

ہے مسٹر مارکونیؔ موجد اسکا ترقی کا اسی کے سر ہے سہرا
ہوا یہ نامور اٹلی میں پیدا ہے اس صنعت سے اسکا نام زندا
خوشا اے دور عثمانی دکن کی ہوی تجھ سے ترقی ہی ترقی
نو ایجادوں کے جلوے ہیں دکن میں ہیں یورپ کی بہاریں اس چمن میں
مفید ملک لاسلکی کی ایجاد مبارک پڑ گئی ہے اسکی بنیاد
خوشا اے حسن سعی فرد قابل ہوی طے جسکی کوشش سے یہ منزل
دکن میں نام آور اسکا باقی ہے محبوب علی اسم گرامی
تھی بارہ سال سے کوشش لگاتار ہوا ہے انکا صرفہ بھی گرانبار
خوشا چہل و چہارم سال فصلی ترقی بخش جس کی ہر گھڑی تھی
توجہ سے سر اکبر حیدری کے دکن میں نغمے لاسلکی کے گونجے
ہے فیض دور عثماں نور گستر کھلا با ضابطہ لاسلکی دفتر
ہے تحت اک بورڈ کے یہ محکمہ بھی کہ جس کے حیدری ہیں صدر عالی
زہے نواب عقیل اک رکن اس کے خوشا ذوالقدر جنگ اک رکن ٹھیرے
سر شام اسکی نازل روز برکت ہوا نشر پیام اسکی بدولت
وہ ہے اعجاز اس پیغامبر میں پیام قرب و بعد آتے ہیں گھر میں
کئے نغمہ گروں کی نغمہ خوانی کئے اسپیکروں کی خوش بیانی
فضائے سامعہ میں گونج اٹھی دلوں میں ملک والوں کے جگہ لی

ترقی پر ہے لاسلکی کا دفتر　　ہے حسن نظم کی اک شان برتر

ترقی پر ستارے اور چمکے　　کہ محبوب علی ناظم ہیں اسکے

یہ جد و جہد آئے دن ہے انکی　　فزوں ہو ملک میں اسکی ترقی

ہو اس سے ملک میں علمی اشاعت　　ہوں عام اس سے اصول حفظ صحت

رفاہ عام کے اس سے ہوں کلچر　　اسی کے فیض کے چشمے ہوں گھر گھر

اسی مقصد سے یورپ کو گئے تھے　　ہوئے ماہر وہاں کے تجربوں سے

"ٹیلیویژن" کا خوش آیند منظر　　صور حرکات جس سے جلوہ گستر

یہ منظر ان کی آنکھوں سے جو گزرا　　یہی دھن ہے یہی ہے انکا منشا

بندھے ملک دکن میں وہ سماں آج　　جو دیکھا تھا وہاں پر ہو یہاں آج

بہار جشن سیمین ہو گل افشاں　　اور اس موقع پہ ہو تقریر سلطاں

دکن کی نشر گہ سے اسکی آواز　　کرے اقصاے عالم کو سرافراز

ہے لاسلکی کے ناظم کا یہ منشا
الٰہی ان کی پوری ہو تمنا

دعا

کہاں ہے لے اثر وقت دعا ہے — نزول رحمت رب العلا ہے

او دل رنگ تضرع اب دکھا دے — ہلا دے عرش کا پایہ ہلا دے

ملک آمین کہیں عرش بریں پر — اجابت عرش سے اترے زمیں پہ

ہمارا فرض ہے شہ کو دعا دیں — عقیدت سے وفاداری دکھا دیں

شہ عثماں رہے یارب سلامت — رہے قائم ریاست تا قیامت

ہمیشہ نیر اقبال شاہی — رہے تابندہ مہ سے تابماہی

رہے ظل خدا پر چتر رحمت — رہے حامی خدا کی فتح و نصرت

اس آصف کا ہو اک عالم مسخر — سلیماں سے سوا ہو شان برتر

پھریرا لہلہاتا ہو ظفر کا — بجے اقبال کا عالم میں ڈنکا

رعیت پر ہو فیض حکمرانی — رہے شہ پر خدا کی مہربانی

رہے شہ زیب تخت بادشاہی — منائیں شہ کی ہم صد سالہ جبلی

ہمیشہ یا الٰہی بزم سلطاں — خوشی کا لہلہاتا ہو گلستاں

رہے یہ ظل حق ہم پر سلامت — اسی سائے سے ہے دنیا کی راحت

ترقی پر ہوں وہ کار نمایاں — عدیم المثل ہو یہ دور عثماں

دکن میں دانش و علم و ہنر کی | ترقی ہو ترقی ہو ترقی
رہے تائید غیبی شہ کو حاصل | کرے مشکلکشا حل شہ کی مشکل
الٰہی شہ کی ہو مقصد براری | رہے شامل ہمیشہ فضل باری
رہے نصر من اللہ شہ کا پرچم | ہو تیغ شہ کا جوہر فتح عالم
دام اقبال در کا پاسباں ہو | جلو میں شہ کی نصرت ہمعناں ہو
نبی حامی رہیں تائید یزداں | نگہباں ہو نگہباں ہو نگہباں
یہ شہ مورد ہو فضل ذو المنن کا | ہو ظل حق پہ سایہ پنجتن کا
رہے اولاد شہ مسرور و شاداں | رہے ان پر ہمیشہ ظل عثماں
دعا ہے دودمان آصفی کا | رہے یارب ابد تک بول بالا
رہیں یارب ہی خواہ انکے خوشحال | ہوں بدخواہ انکے خستہ خوار پامال

دکن مصؤن بادا از مصائب
حماہ اللہ عن شر النوائب

تمت بالخیر

اشاریات

نشان صفحہ	سطر نمبر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر نمبر	غلط	صحیح
۳	۹	کمکی	کملی	۳۳	۳	عملی	علمی
۱۰	۹	مری	میری	۵۱	۳	سامان	سامان ہیا
۱۳	۱	ہر ایک	ہر اک	۶۰	۹	سلک	ملک
۱۴	۱۳	شیرار	شیراز	۶۴	۱۲	ہندستان	ہندوستان
۱۴	۱۴	کھینچی	کھنچی	۶۷	۱۵	فصل	فضل
۱۵	۱	زبین	زمین	۷۰	۱۰	سلوٹی	سلوٰی
۱۵	۴	مرتبیت	مرتبت	۷۵	۱۰	اغراز	اعزاز
۱۶	۱۶	بیان	یہاں	۷۶	۱۰	اعزار	اعزاز
۲۵	۵	ایک	اک	۷۸	۷	باقی	بانی
۲۹	۱۳	ہندوستان	ہندستان				